SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, October 1,1989

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at ten of the clock in the morning, with Mr. Deputy Chairman (Syed Muhammad Fazal Agha) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

بسم الله الرحمن الرحيم

ومن أراد الآخرة وسعى لها
سعيها وهو مؤمن فأولئك كان سعيهم مشكورا ١٩ كلا نمد هؤلاء
وهؤلاء من عطاء ربك وما كان عطاء ربك محظورا ٢٠ انظر كيف
فضلنا بعضهم على بعض وللآخرة أكبر درجات وأكبر تفضيلا ٢١

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, October 1,1989

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at ten of the clock in the morning, with Mr. Deputy Chairman (Syed Muhammad Fazal Agha) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا
سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿١٩﴾ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ
وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۗ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿٢٠﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ
فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۗ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ﴿٢١﴾

ترجمہ: اور جو شخص آخرت کا خواستگار ہو اور اس میں اتنی کوشش کرے جتنی اسے لائق ہے اور وہ مومن بھی ہو تو ایسے ہی لوگوں کی کوشش ٹھکانے لگتی ہے۔ ہم ان کو اور ان سب کو تمہارے پروردگار کی بخشش سے مدد دیتے ہیں اور تمہارے پروردگار کی بخشش کسی سے رکی ہوئی نہیں۔ دیکھو، ہم نے کس طرح بعض کو بعض پر فضیلت بخشی ہے۔ اور آخرت درجوں میں دنیا سے بہت برتر اور برتری میں کہیں بڑھ کر ہے۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب ڈپٹی چیئرمین: بسم اللہ الرحمان الرحیم، رخصت کی درخواستیں،
پروفیسر خورشید احمد صاحب نے ایوان سے چار اکتوبر تک رخصت کی درخواست کی ہے۔ جو ملک سے ایک میٹنگ کے سلسلے میں باہر تشریف لے گئے ہیں، کیا ایوان کو ان کی رخصت منظور ہے،

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: خواجہ حمید الدین صاحب نے ناسازئی طبع کے باعث ایوان سے چار اکتوبر تک رخصت کی درخواست کی ہے کیا ایوان کو ان کی رخصت منظور ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ، Adjournment Motion، ایڈجرنمنٹ موشن نمبر ۲۸ طارق چوہدری صاحب چوہدری صاحب آپ اسے پڑھ دیجئے

RE: STATEMENT OF A MINISTER AGAINST THE PRESIDENT OF AZAD JAMMU KASHMIR STATE

جناب محمد طارق چوہدری: جناب چیئرمین! میں تحریک کرتا ہوں کہ عوامی اہمیت کے حامل مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے کہ امور کشمیر کے وفاقی وزیر کی طرف سے انہیں دھمکی کے بعد کہ صدر آزاد کشمیر اس چیونٹی کی طرح ہیں جس کی موت سے پہلے پر نکل آتے ہیں۔ صدر آزاد کشمیر نے شدید ردعمل کا اظہار کیا ہے اور صدر پاکستان کو بھی ایک خط کے ذریعے اس واقعہ کا نوٹس لینے کی درخواست کی ہے یہ درا صل حکومت پاکستان کی طرف سے حکومت آزاد کشمیر کو دھمکی کے مترادف ہے پاکستان آزاد کشمیر کے ساتھ اس قسم کی محاذ آرائی کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ یہ انتہائی اہمیت کا فوری توجہ طلب مسئلہ

ہے لہٰذا اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ جی ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی صاحبہ۔۔ جی قاضی صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر۔

قاضی عبداللطیف: جناب والا! اس نوعیت کی ایک میری تحریک التواء بھی ہے۔ وہ بھی منگوائی جائے نوعیت یہی ہے اگرچہ عبارت مختلف ہوگی۔ لہٰذا اسے منگوا کر اسکے ساتھ شامل کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: قاضی صاحب! وہ اس وقت میرے پاس پہنچی تو نہیں ہے تو آپ بے شک move کرنا چاہیں تو کر لیں۔ جی ڈاکٹر نور جہاں صاحبہ۔

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی: میں تحریک کرتی ہوں کہ عوامی اہمیت کے اس قومی مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے کہ امور کشمیر کے وفاقی وزیر کی طرف سے اس دھمکی کے بعد کہ صدر آزاد کشمیر اس چیونٹی کی طرح ہیں جس کے موت سے پہلے پر نکل آتے ہیں۔ صدر آزاد کشمیر نے شدید رد عمل کا اظہار کیا ہے اور صدر پاکستان کو بھی ایک خط کے ذریعے واقعہ کا نوٹس لینے کی درخواست کی ہے یہ دھمکی دراصل حکومت پاکستان کی طرف سے حکومت آزاد کشمیر کو دھمکی دینے کے مترادف ہے پاکستان، آزاد کشمیر کے ساتھ اس قسم کی محاذ آرائی کا متحمل نہیں ہو سکتا یہ انتہائی اہمیت کا فوری توجہ طلب مسئلہ ہے لہٰذا اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جی قاضی صاحب! آپ کی تحریک کی wording اگر مختلف ہے لیکن بات تو یہی ہوگی۔

قاضی عبداللطیف: وہ آ رہی ہے منگوائی ہے۔۔۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: قاضی صاحب! سیکرٹری صاحب کہہ رہے ہیں کہ وہ interim government کے متعلق ہے کہ وہاں پر اگر کوئی interim government ہے تو وہ process ہو رہی ہے اس لیے وہ اپنی باری پہ لے لیں گے۔

قاضی عبداللطیف: جی کیا فرمایا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس کا مضمون اس سے مختلف ہے چیئرمین صاحب کے پاس ہے شاید آپ نے آزاد کشمیر میں interim government بنانے کی تجویز پر تحریک پیش کی ہے جو اس سے ذرا مختلف ہے۔

قاضی عبداللطیف: حاصل تو تقریباً ایک ہی نکلتا ہے کہ جب وہ کہتے ہیں کہ اس چونٹی کی طرح ہے جس کے پر موت سے پہلے نکل آتے ہیں تو اس کو ختم کرنا مقصد ہے اور یہاں پر بھی اس نے واضح طور پر کہا ہے کہ اس گورنمنٹ کو ختم کیا جائے گا اور وہاں نگران حکومت قائم کی جائے گی تو حاصل تو دونوں کا ایک نکلتا ہے وہ اگر دوسرے اجلاس میں آئی تو اس کا فائدہ کیا ہوگا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے move تو کر ہی دیا آپ کو اس پر statement دینے کی اجازت دیں گے آپ جو کہنا چاہیں کہہ لیں اس سے پہلے میں گورنمنٹ سے پوچھتا ہوں کہ is it being opposed? جی

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جی oppose کرتا ہوں انکی موشنز کی clubbing کروالیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: طارق چوہدری صاحب مختصراً فرمائیں جی۔

جناب محمد طارق چوہدری: جناب چیئرمین! میں نے اس تحریک کا نوٹس بہت دن پہلے دیا تھا جس میں میں نے وزیر امور کشمیر کے اس بیان کا حوالہ دیا تھا اور اس کا نوٹس دینے کے بعد اور اس statement کے آنے کے بعد آج تک آپ نے دیکھا ہوگا کہ بہت سا پانی پلوں کے نیچے سے گزر چکا ہے اور پورے ملک میں جو محاذ آرائی پہلے سے تمام صوبوں کے ساتھ شروع ہے اس کی حدود کو آزاد کشمیر تک بڑھا دیا گیا۔ آزاد کشمیر بہت ہی حساس خطہ ہے جو پاکستان کی حدود میں شامل نہیں ہے بلکہ پاکستان ابھی تک بین الاقوامی برادری سے اس مطالبے پر اصرار کرتا ہے کہ کشمیر میں استصواب کرایا جائے اور کشمیریوں کی رائے معلوم کی جائے کہ آیا وہ پاکستان کے ساتھ شامل ہونا چاہتے ہیں یا ہندوستان کے ساتھ شامل ہونا چاہتے ہیں ہم ابھی تک استصواب کے اس

مطالبے پر قائم ہیں

سردار عبدالقیوم کا اپنا ایک تاریخی رول ہے اور پس منظر ہے جتنا کشمیر اس وقت پاکستان کے پاس موجود ہے اس کے حصول میں ان کا بھی ایک عملی کردار ہے اور اس عملی کردار کے پیش نظر اسکی جماعت کو ہمیشہ عام انتخابات میں اچھی خاصی popularity حاصل ہوتی رہی ہے اور وہ عوامی mandate کے ذریعے سے وہاں پہ ہمیشہ اقتدار میں آئی ہے کبھی کسی مارشل لا کے ذریعے سے کبھی کسی اور طرح پیچھے سے یا سازش کے ذریعے سے وہ اقتدار میں نہیں آئی آزاد کشمیر کشمیر میں جو اس وقت حکومت ہے اس کا اپنا ایک تاریخی رول ہے اور پاکستان کے ساتھ الحاق ان کا اصرار ہے لیکن یہ ہمارا المیہ رہا ہے کہ ہم کسی جاہل مطلق کو تعلیم کا وزیر بنا دیتے ہیں۔ اور اسی طرح جو شخص کشمیر کی تاریخی، قانونی اور آئینی حیثیت سے بالکل ہی واقف نہیں ہے اس کو اس کی اہمیت کا اندازہ ہے نہ اس کے حساس ہونے کا پتہ ہے نہ وہ خود حساس ہے۔

اس کو امور کشمیر کا وزیر بنا دیا ہے اور اسکو یہ تک معلوم نہیں ہے کہ وزیر امور کشمیر کا کام صرف اتنا ہے کہ وہ پاکستان اور کشمیر کے درمیان رابطہ اور پل کا کام کرے انکے لیے بہتر سہولتیں فراہم کرے اور اس لیے پاکستان کی طرف سے کہ معظمہ کا کوئی نمائندہ نہیں ہوتا کہ وہ ان کے امور میں مداخلت کرے وہاں پہ سیاست بازی کرے ان کی حکومتوں کا ادل بدل کرے اور یہ اس وقت تو چیونٹی کے پروں سے بات شروع ہوئی تھی اور آج حکومت کو ختم کرنے تک وہ بات آ چکی ہے اور interim government کی باتیں ہو رہی ہیں۔

وہاں پہ حکومت ہٹانے کی بات ہو رہی ہے حالانکہ وہاں پر کسی طرح کی کوئی ہنگامی صورت درپیش نہیں ہے اس کے باوجود بات اتنی آگے بڑھ گئی ہے کہ یہ محاذ آرائی تک پہنچ سکتی ہے۔ پنجاب اور مرکز کی محاذ آرائی بلوچستان اور مرکز کی محاذ آرائی سے یہ بالکل مختلف بات ہوگی اگر ہماری آزاد کشمیر کے ساتھ محاذ آرائی شروع ہو جائے وہاں پہ تو ہمارے دشمن کو حق حاصل ہے قانونی طور پہ اس کو کوئی نہیں روک سکتا کہ وہ کھلم کھلا مداخلت کرے آج ہی کے اخبارات میں آپ نے پڑھا ہوگا کہ مقبوضہ کشمیر میں پاکستان کے حق میں ایک مدت سے شدید قسم کے جذبات پائے جا رہے ہیں اور وہاں انڈیا کے خلاف خونی مظاہرے ہو رہے ہیں اور

[Mr. Muhammad Tariq Chaudhry]

ابھی کل ہی ایک حریت پسند کے پکڑے جانے ۔ حریت پسند، میں ڈاکٹر شیر افگن خان صاحب سے درخواست کروں گا کہ کم از کم اُس وزیر کو حریت پسند کا مفہوم سمجھا دے ایک حریت پسند کے پکڑے جانے پر وہاں ہنگامے ہوئے ہیں بازار بند ہوئے ہیں وہاں ہڑتالیں ہوئی ہیں گولی چلی ہے ہمارے قریب کا خطہ اتنی مشکل میں ہے جس کی آزادی کے لیے ہم committed ہیں ہم پابند ہیں کہ اسکو آزاد کروائیں لیکن ہم خود اپنے ہی خطے کے اندر ایسے حالات پیدا کر رہے ہیں کہ مقبوضہ کشمیر کو اس طرف کوئی charm نہ رہے کوئی دلچسپی نہ رہے وہ ان کشمیریوں کی حالت کو دیکھ کر خود ہی چپکے ہو کر بیٹھ رہیں۔

لہذا میں درخواست کرتا ہوں کہ یہ بہت ہی اہم مسئلہ ہے فوری توجہ طلب ہے مرکزی حکومت سے متعلق ہے اور یہ عوام کی دلچسپی کا باعث ہے اور ضرورت ہے کہ اس ایوان میں اس پر تفصیل سے غور کیا جائے۔ حکومت پاکستان اور آزاد کشمیر میں ہونے والی اس محاذ آرائی کو روکنے کے لیے اس ایوان میں اسکو پیش کیا جائے تاکہ ہم اس پہ تفصیلی غور کر سکیں۔ شکریہ!

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی: جناب چیئرمین! بحیثیت وفاقی وزیر برائے امور کشمیر کے اس شخص کا رویہ آزاد کشمیر کی حکومت کے ساتھ میانہ روی کا ہونا چاہیے نہ کہ ایک آمر کی طرح دھمکی آمیز۔ جناب یہ بڑی حیرت اور افسوس کی بات ہے اور مجھے سمجھ نہیں آتی کہ حزب اقتدار کو جو محاذ آرائی کی بیماری لگ چکی ہے اس کا علاج کیا ہوگا اب وفاقی وزیر امور کشمیر نے جو دھمکی صدر آزاد کشمیر کو دی ہے اس کا مطلب تو جناب open threat ہے اُسکو اس طریقے سے دبانا چاہتے ہیں تاکہ وہ وفاقی وزیر موصوف کی ہاں میں ہاں ملائے۔

جناب والا! ان کا جو رویہ حکومت پنجاب اور حکومت بلوچستان کے ساتھ رہا ہے وہی رویہ اب وہ حکومت آزاد کشمیر کے ساتھ رکھنا چاہتے ہیں اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ان تینوں جگہوں پر ان کی پارٹی کی حکومت نہیں ہے اور نہ انشا اللہ آئندہ کوئی امید ہے میں درخواست کروں گی کہ وفاقی وزیر کو اپنا رویہ اس بارے میں بدل دینا چاہیئے

انہیں آزاد کشمیر کے دستور اور آئین کا احترام کرنا چاہیے۔ بجائے اس کے کہ ان کی حکومت کو ختم کرنے کی کوشش کریں وفاقی وزیر کو یہ ضرور یاد رکھنا چاہیئے اور سمجھنا چاہیئے جیسے میرے معزز ممبر بتا رہے تھے، انہیں شاید کشمیر کی تحریک کا کچھ پتہ نہیں۔ ان کے اس رویہ سے مقبوضہ کشمیر میں جو آزادی کی تحریک چل رہی ہے اس کو نقصان پہنچ سکتا ہے وہاں وہ لوگ آزادی کے لیے قربانی دے رہے ہیں اور یہ حکومت جو دعویٰ کرتی ہے کہ ہم آئین کے دائرے سے باہر نہیں جاتے۔ اب ایک وفاقی وزیر جو کشمیر کی تاریخ سے بالکل ناواقف ہے وہ اس حکومت کو توڑنے کی کوشش کر رہا ہے وزیر صاحب اگر اپنی وزارت کو بچانے کے لیے اس تحریک کو داؤ پر لگا رہے ہیں تو میں انہیں یہ بتا دینا چاہتی ہوں کہ نہ آزاد کشمیر کے عوام، نہ ہی پاکستان کے عوام اسے برداشت کریں گے۔ اس لیے اس مسئلے کی نوعیت کے پیش نظر میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ اس مسئلے پر تفصیل سے بحث کی جائے۔ شکریہ جناب۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: قاضی صاحب آپ بھی فرمائیں۔

قاضی عبداللطیف: جناب والا! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ سینیٹ کی معمول کی کارروائی روک کر اس حالیہ وقوع پذیر قومی معاملہ پر ایوان کو بحث کا موقع دیا جائے۔ روزنامہ نوائے وقت ۲۵، آزاد کشمیر میں جلد ہی نگران حکومت قائم کر دی جائے گی۔ آزاد کشمیر ہائی کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر جسٹس محمد خورشید کو لندن سے طلب کر لیا گیا ہے۔ میر باز کھیتران '' یہ اس کا بیان ہے۔

جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔ کہ مہربانی کر کے اس پر بحث کی جائے

جناب ڈپٹی چیئرمین: قاضی صاحب آپ اس تحریک کی admissibility پر کچھ بات کریں کہ یہ تحریک التواء کے ذیل میں کس طرح آسکتی ہے۔

قاضی عبداللطیف: جی ضرور کروں گا جناب والا! گزارش یہ ہے کہ جس طریقے سے پہلے کہا گیا ہے میں ان باتوں کو دوبارہ نہیں دہراؤں گا کہ یہ علاقہ انتہائی حساس ہے اس وقت یہ علاقہ بین الاقوامی زد میں ہے اس کا فیصلہ ابھی تک نہیں ہوا یہ حقیقت نہیں بھولنی چاہیے کہ

[Qazi Abdul Latif]

اس وقت مقبوضہ کشمیر میں بہت بڑی تحریک اٹھی ہوئی ہے اور وہ اپنی آزادی کے لیے لڑ رہے ہیں - جناب والا! آپ کو علم ہے کہ وہاں کرفیو نافذ کر دیا گیا ہے فوج کو طلب کر لیا گیا ہے - باقاعدہ ہڑتالیں شروع ہیں - اس پس منظر میں بعض لوگوں کے یہ خدشات ہیں کہ شاید یہ کسی کے اشارے سے یہاں پر آزاد کشمیر میں بھی گڑبڑ پھیلا کر ان کشمیری حریت پسندوں کے ہاتھوں کو کمزور کرنا چاہتے ہیں اور ان کی تحریک کو سبوتاژ کرنا چاہتے ہیں جب کہ یہ ہمارا حق تھا کہ ان کی تحریک کو تقویت دیتے اور ان کی تائید کے لئے بین الاقوامی دنیا میں آواز اٹھاتے لیکن بجائے اس کے کہ ہم ان کی تائید کریں ہم یہاں پر گڑبڑ پھیلا کر ان کی تحریک کو کمزور کر رہے ہیں اور کشمیر کے مسئلے کو سبوتاژ کر رہے ہیں ۔

جناب والا! یہ دھمکی دینا اور خصوصاً ایسے معاملات میں، ایسے حالات میں جب کہ پاکستان میں بھی ہر کہیں محاذ آرائی شروع ہے اگر ہم یہ الفاظ کہتے ہیں کہ پیپلز پارٹی بحرانوں کی پیداوار ہے اور وہ بحران پیدا کرنا چاہتی ہے تو ہمارے بعض محترم وزراء دل شکستہ بھی ہوتے ہیں جب کہ آپ خود اندازہ لگائیے کہ یہ بحران دیدہ و دانستہ پیدا کیا جا رہا ہے کہ ایک طرف تو پنجاب کے ساتھ یہ محاذ آرائی ہے بلوچستان کے ساتھ یہی صورت حال ہے اور سندھ میں تمام لیڈر یہ کہتے ہیں کہ وہاں ڈاکوؤں اور لیٹروں کی حکومت ہے پیپلز پارٹی کی حکومت نہیں ہے تو ایسے حالات میں کشمیر کے مسئلے کو چھیڑنا اور وہاں یہ دھمکی دینا کہ ہم نگران حکومت قائم کر رہے ہیں اور اس حد تک کہ ہم نے جنیش محمد شفیع کو بلا لیا ہے اور عنقریب ہم نگران حکومت قائم کر رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ پاکستان کی شاہ رگ کو کاٹنے کا منصوبہ ہے جس پر ضرور اس ایوان کو بحث کا موقع دیا جائے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ جی - جناب ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی صاحب - جی بہرہ ور سعید صاحب on a point of order

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب چیئرمین ! میں گزارش کروں گا کہ یہ مسئلہ بہت ہی......

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین : اس پر آپ تقریر کریں گے یا point of order پر کھڑے ہیں؟

اخوندزادہ بہرہ ور سعید: جناب میں Point of order بھی پیش کر رہا ہوں۔ یہ ایسا مسئلہ ہے جس پر ہندوستان اور پاکستان کے مابین دو جنگیں ہوئی ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس وقت admissibility پر بات ہو رہی ہے۔

اخوندزادہ بہرہ ور سعید: آپ ہمیں موقع دیجئے، اس ایوان کو موقع دیجئے کہ وہ اس حساس مسئلے پر اپنے خیالات کا اظہار کرے۔ ہمیں یہ حق پہنچتا ہے اس اہم اور سنگین مسئلے پر ہمیں ضرور موقع ملنا چاہیے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ کم از کم دوستوں کو آپ ضرور موقع دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ point of order تو نہیں ہے۔ آپ نے کچھ Rules بنائے ہیں ان Rules کے مطابق ہم دیکھیں گے۔ منسٹر صاحب کو سنتے ہیں اگر Rule کے تحت آتا ہے تو ضرور موقع ملے گا۔ اگر نہیں آتا تو میری اور آپ کی مجبوری ہے کیونکہ Rules بھی تو ایوان نے ہی بنائے ہیں۔ جی ڈاکٹر صاحب اس پر آپ کچھ فرمائیں گے؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب چیئرمین! ہمارے فاضل اراکین سینیٹ نے بڑی خوبصورتی سے کوشش کی ہے اور مسئلہ کشمیر کے پہلو کو لیا ہے گو جو بیان انہوں نے دیا ہے اس میں مسئلہ کشمیر نہیں ہے، بنیادی طور پر حکومت پاکستان کا ایک موقف رہا ہے اور رہے گا۔ حق خودارادیت کے ضمن میں پاکستان کشمیر کا حامی ہے، کشمیریوں کا حامی ہے۔ کشمیری آزاد کشمیر میں حکومت رکھتے ہیں ان کی اپنی ایک علیحدہ حکومت ہے ان کا اپنا صدر ہے ان کا اپنا وزیراعظم ہے اور ان کا ایک خاص طریقہ کار ہے جو ہمارے آئین سے باہر ہے اس لیے کہ ان کا اپنا ایک علیحدہ دستور ہے۔ بنیادی طور پر اگر کسی نے اپنے طور پر کوئی بیان دیا ہے تو اس سے یہ مطلب نکالنا کہ یہ حکومت نے کہا ہے سراسر ناانصافی ہے اور پھر آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ ہمارے دستور میں آزادی ہے بنیادی حقوق ہیں ہر آدمی کو حق ہے کہ وہ اپنی رائے پیش کرے۔ کسی طریقے سے حکومت پاکستان کا موقف نہیں ہے اور نہ حکومت پاکستان کا یہ کوئی ارادہ ہے کہ آزاد کشمیر میں صورت حال کو خراب کرے۔ بلکہ صورت حال کو خراب....

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین : جی ڈاکٹر نور جہاں صاحبہ on a point of order

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی : سر میں آپ کو بتاؤں جو responsible Minister ہیں امور کشمیر کے، جن کے بارے میں وہ کہہ رہے ہیں کہ ان کا اپنا بیان ہے تو وہ خود کیوں موجود نہیں ہیں جواب دینے کے لئے؟

جناب ڈپٹی چیئرمین : میں نے اس بات کا بھی نوٹس لیا ہے ذرا ڈاکٹر صاحب کو ختم کرنے دیں۔ شکریہ جی۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جناب چیئرمین! میں نے اس وقت اعتراض نہیں کیا حالانکہ معزز رکن صاحبہ پڑھ رہی تھیں۔

And that is against the rules of procedure, or against the norms.

جناب ڈپٹی چیئرمین : ڈاکٹر صاحب لیڈرز کو اتنی تھوڑی سی رعایت تو ہے کہ وہ پڑھ سکیں۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: They are not to violate the rules, laws and the Constitution.

جناب ڈپٹی چیئرمین : اچھا ڈاکٹر صاحب۔ فرمائیے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : یہ صرف interruption کے لیے تھا تاکہ تسلسل ٹوٹ جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : آپ کے تسلسل کو کون توڑ سکتا ہے؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : انہوں نے توڑ دیا ہے بات یہ ہے کہ میں افسوس سے اپنے معزز اراکین سے یہ استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ صدر پاکستان اور وہاں کی حکومت ایک علیحدہ اور آئینی حکومت ہے جس کا پاکستان کی حکومت سے کسی شکل میں کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ ایسے مسئلے کو یہاں اس ایوان میں لانا خلاف قاعدہ خلاف قانون ہے اور آپ کو اچھی طرح علم ہے جناب چیئرمین کہ نہ وہ یہاں آ کر خود کو defend کر سکتے ہیں۔

نہ کسی صورت حال کو وہ پیش کر سکتے ہیں اور انفرادی شکل میں کسی شخص کے حق میں یا اس کے خلاف یہاں ایوان میں بات کرنا خلاف قاعدہ خلاف اخلاق ہے ان کو اپنا حق ہے اگر کسی قسم کا کسی فاضل رکن نے فاضل ممبر نے فاضل شخص نے یا فاضل وزیر نے کوئی بیان اپنی personal capacity میں دیا ہے تو یہ اس کا دستوری حق ہے اور ہم اس حق کو اس طریقہ کار سے ایک تحریک التواء کی شکل میں بدل دیں اور پھر میں یہاں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کا پنجاب اور بلوچستان اور وفاق کے حالات کے ساتھ کیا تعلق ہے اور صرف اس لیے کہ day-to-day ایسے مسائل کو زیادہ ہوا دینا اور ہوا کھڑا کر کے لوگوں میں اضطراب پھیلانے کی بات ہے اور یہ وفاقی حکومت کے درپے اس لیے ہیں.... اور پھر یہاں ایک قابل غور فقرہ ہے جو میں اپنے محسن اور محترم آنریبل سینیٹر قاضی صاحب کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اپنے اس جملے کے پیش نظر جو انہوں نے فرمایا ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی بحرانوں کی پیداوار ہے اور بحران پیدا کرنے کی ذمہ دار ہے وہ اگر غور فرمائیں تو یہاں جو پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت بنی ہے اس کو عوام الناس نے mandate دیا ہے اور وہ ووٹ کی طاقت سے برسر اقتدار آئی ہے اس لیے میں ان سے استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اپنے اندر بھی تبدیلی لائیں حق اور سچ کو ماننے کی قوت پیدا کریں صرف باتوں سے نہیں، عمل سے بھی۔ لوگوں سے یہ کہنا کہ ہم حق پرست ہیں یہ اس کی دلیل ہے کہ یہ حق کی نفی کرنے والے ہیں کیونکہ موجودہ وفاقی حکومت جو بنی ہے وہ لوگوں کے ووٹوں سے بنی ہے اور اتنے عرصہ کی جدوجہد کے بعد بنی ہے اگر یہ حق پرست ہوتے یا ان کے لیے لوگوں کے خیالات ٹھیک ہوتے تو حکومت ان کو ملتی ان کے ممبر زیادہ بنتے۔ تو میں جناب چیئرمین! گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس قسم کے بیانات کو تحریک التواء کی شکل میں اس ایوان میں لے آنے سے اس ایوان کا وقت ضائع ہوتا ہے اس کا استحقاق مجروح ہوتا ہے بجائے اس کے کہ ہم ہم آہنگی پیدا کریں، حالات کو درست کریں ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھ کر افہام و تفہیم کی بات کریں یہاں پر چھوٹے چھوٹے مسائل کو لانا جن کا اس معزز ایوان سے کوئی تعلق نہیں ہوتا جن

[Dr. She Afgan Khan Niazi]

کا بیان لانا اس ایوان کی تضحیک کا باعث ہے میں آپ سے استدعا کروں گا کہ یہ تمام مفروضے پر مبنی ہے اگر اس نے ذاتی، نجی حالت میں کوئی بات کر دی ہے تو اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے نہ یہ تحریک التوا بنتی ہے میں استدعا کروں گا کہ آپ اس کو Ruled out of order کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ڈاکٹر صاحب میں یہ گزارش کروں گا کہ یہاں پر اس ہاؤس میں جتنی بھی اس قسم کی تحریکیں آئی ہیں تو وزیر متعلقہ نے جنہوں نے بیان دیا ہے ایوان میں اگر خود یہ فرما دیا ہے کہ جی ہم نے ذاتی حیثیت میں یہ بیان دیا ہے گورنمنٹ کی طرف سے نہیں ہے یہ policy matter نہیں ہے تو کیا آپ ایسا کر سکیں گے کہ کھتران صاحب اگر ہاؤس کے سامنے اگر خود یہ کہہ دیں کہ یہ میرا ذاتی بیان تھا اور اس کا حکومت کی پالیسی سے کوئی تعلق نہیں ہے میرے خیال میں اس سے معاملہ زیادہ سہل اور آسان ہو جائے گا۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! میں on his behalf categorically کہہ رہا ہوں یہ ان کا ذاتی بیان ہے حکومت کا نہیں ہے۔

Mr. Deputy Chairman: Mr. Ahmedian Soomro on point of order.

Mr. Ahmedian Soomro: Sir, my submission is that there cannot be a difference by a Minister as a Minister in his person and whatever he says in his person also he is supposed to be saying because he is in a particular office with full responsibility knowing that he is in that office. We cannot separate these two things.

Mr. Deputy Chairman: That is right. But one thing is there. As far as the Government is concerned, the Cabinet is supposed to act combinedly and jointly on behalf of each and every Minister but as far as the personal statements are concerned then every Minister is supposed to be in the House to make his clarification that it was his personal statement, neither the statement of the Government nor of the Cabinet.

اس لیے ڈاکٹر صاحب میرے خیال میں ضروری ہے ....

قاضی عبداللطیف: اس سے پہلے ہمیں کم از کم صفائی کا موقع دیا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: قاضی صاحب آپ تشریف رکھیں ڈاکٹر صاحب یہ گزارش ہے کہ اگر آپ کی کوئی joint Cabient statement نہیں ہے کوئی حکومت کا business نہیں ہے تو پھر کیبنٹ صاحب کو خود آکر clarify کرنا چاہیئے گورنمنٹ کے behalf پر جب Cabinet move کرتی ہے تو پھر

Every Minister can response on behalf of the Govern ment.

لیکن ایک وزیر اگر individual capacity میں بات کرتا ہے۔

Then I don't think that every Minister can response on hat Minister's behalf.

جس نے personal capacity میں ایک بیان دیا ہے اس point of view سے میں تو differ کرتا ہوں۔

ڈاکٹر شیر افگن خاں نیازی: جناب والا! اسی معزز ایوان کی یہ مثال ہے کہ میرے خلاف پروفیسر صاحب تحریک التواء لائے تھے۔

I did say categorically that it is not but that was duly erified by Khawaja Ahmed Tariq Raheem.

Mr. Deputy Chairman: That is right but you were there. r. Sahib, you were present in the House. He did deny the tatement on behalf of the Government . You said that those ere your own personal views. So, what I am requesting is that if Mr. Khetran is here, he will say himself that was his personal statement in the capacity of Mir Baz uhammad Khetran and not in the capacity of the Cabinet.

جناب محمد طارق چوہدری: پوائنٹ آف آرڈر، محترم چیئرمین گزارش یہ ہے کہ بعض حقائق کو ہمیں سامنے رکھنا چاہیئے ان معززوں کے بارے میں فیصلہ کرتے ہوئے آپ اس بات کو تسلیم کریں گے کہ کیٹران صاحب اتنی اہمیت رکھتے ہی نہیں کہ اگر وہ وزیر نہ ہوں تو کسی اخبار میں ان کا بیان جگہ پا سکے۔

Mr. Deputy Chairman: This is no point of order. No personal remarks.

طارق صاحب یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے یہ personal remarks ہیں۔

جناب محمد طارق چوہدری : میں اس بات کا جواب دے رہا ہوں جو انہوں نے کہی ہے بطور محرک کے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : میرے خیال میں ڈاکٹر صاحب میری درخواست یہی ہو گی کہ آپ کیبنٹ ان صاحب کو کہیں کہ ہاؤس میں تشریف لائیں اور ہاؤس کے سامنے اپنے بیان کے متعلق جو انہوں نے اخبار میں دیا ہے خود بیان دیں اس کے بعد دیکھتے ہیں کہ اس کی پوزیشن کیا بنتی ہے۔

Syed Abbas Shah on point of order.

Syed Abbas Shah: Sir, you have to take into consideration one issue.

جو حالات اور جو پریشانی آزاد کشمیر میں اور اُن کے علاوہ گلگت میں create ہوئی

Let this issue be discussed so that we bring all the facts on your record.

جناب وفود in the MNAs' Hostel بیٹھے ہوئے ہیں وہاں سے لوکل ہمارے داسو سے اور اس علاقے سے سارے آئے ہوئے ہیں

They are crying like anything.

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ، شاہ صاحب

I fully realize your sentiments and I agree with you.

جناب محمد طارق چوہدری : جناب والا! آپ اجازت دیں کہ ہم ان کی باتوں کا جواب دے سکیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : بعد میں دے دینا طارق صاحب ان باتوں کا جواب اب کیا فائدہ۔

قاضی عبداللطیف : ہمارے محترم نے کچھ ارشادات فرمائے ہیں سوال یہ ہے

کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم آزاد کشمیر کی حکومت کو تسلیم کرتے ہیں ان کا مسئلہ ہمارا مسئلہ ہے تو اس کو ہم وہاں پیش کرتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے آزاد کشمیر کی حکومت بین الاقوامی طور پر حساس حیثیت رکھتی ہے اس کے متعلق اگر وزیر امور کشمیر ایک بیان دیتا ہے تو اس کو ہم اس کا ذاتی بیان کہہ سکتے ہیں جب کہ وہی ان کا اپنا issue ہے اِن کی ذمہ داری ہے اسی کا انچارج وہی ہے اور اس کے ساتھ یہ کہہ دینا کہ یہ اس کا ذاتی بیان ہے میں یہ گزارش کروں گا جناب والا! اگر ایک وزیر اپنے محکمے کے سوا کسی دوسرے محکمے کے متعلق بیان دیتا ہے تو اس کے متعلق تو اگر یہ کہا جائے تو یہ معذرت شاید قبول ہو جس طرح کہ پچھلے دنوں ڈاکٹر صاحب نے کہا تھا کہ یہ میری اپنی رائے تھی اور میں نے یہ حکومت کی جانب سے نہیں کہا ہے وہ ٹھیک ہے سب نے اسے تسلیم کر لیا اور طارق رحیم نے اس کے متعلق یہ کہہ دیا تھا لیکن اگر ایک وزیر اپنے محکمے ہی کے متعلق یہ بیان دیتا ہے جس کا وہ ذمہ دار ہے تو اس کو ہم کیسے یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس کا یہ ذاتی بیان ہے اور حکومت کی پالیسی نہیں ہے اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس پر ضرور بیان بحث ہونی چاہیئے اور ایوان کی موقع دیا جائے تاکہ اس کے اوپر ہم اپنی رائے کا اظہار کر دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: وزیر موصوف جب اس ایوان میں آکر اپنا بیان دیں گے تو اس کی admissibility کو decide کریں گے کہ اس پر بحث کرنے کی اجازت مل سکتی ہے یا نہیں اس وقت میری ڈاکٹر صاحب سے گزارش ہے کہ کیٹرال صاحب سے فرما دیں کہ اگلے اجلاس میں تشریف لائیں اور اس پر اپنی پوزیشن واضح کر دیں کہ وہ بیان ان کی ذاتی حیثیت میں تھا یا کیا پوزیشن بنتی ہے اس کے بعد آپ کو بھی موقع ملے گا اور ایوان کو بھی موقع ملے گا اور رولز کو بھی سامنے رکھتے ہوئے دیکھیں گے کہ امن کا کیا ہو۔ شکریہ!

Mr. Ahmedian Soomro: on point of order.

Mr. Ahmedian Soomro: Sir, if the Prime Minister today, for example, makes a statement it means that this is the policy and a decision of the government. We must not forget that we are working under a system where they have a joint responsibility that is why we find Dr. Sher Afgan jack of all trades. He replies to every Minister and he is working very well. We have all the respect for him. At least he is present and replies to questions. It is because of this joint responsibility that today he replies to every Minister's department. Therefore, even if he says that it was in his personal capacity but I think that does not change the situation, since he is a Minister under joint responsibility.

Mr. Deputy Chairman: Thank you, Mr. Ahmedian Soomro. But we have been accepting excuses for the last many sessions. You know that a statement was made by Syed Iftikhar Hussain Gilani and a statement was made by Dr. Sh Afgan and the House had accepted that.

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی : جناب والا! جیسے وزیر صاحب کہہ رہے ہیں کہ اگر ان کا یہ ذاتی حیثیت میں بیان ہے تو پہلے تو انہیں اپنے منصب سے استعفیٰ دے دینا چاہیے پھر بیان دے دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ جی، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے قاضی صاحب

قاضی عبداللطیف : اگر اس تحریک کو ملتوی کیا جاتا ہے تو دن مقرر کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : قاضی اگلے rotaday پر اس کو سرفہرست رکھیں گے شکریہ جی اس کے ساتھ ہی تحریک التواء کا وقت ختم ہو گیا۔

Now Item No.2 regarding further discussion on the following motion moved by Mir Hazar Khan Bijarani on 18th September, 1989, regarding the Provincial Autonomy.

جناب محمد طارق چوہدری : point of order جناب میری یہ گزارش ہے کہ آج ہم جو اس موضوع پر بحث شروع کر رہے ہیں تو میں درخواست کرتا ہوں کہ آج محترم اخونزادہ بہرہ ور سعید صاحب کو پہلے موقع دے دیا جائے تاکہ آج

کا حل ان کی نذر ہو اور میر آئندہ کے لیے باقی ممبران بولیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : یہ روایت آپ نے کب سے بنائی ہے کہ ایک معزز رکن دوسرے معزز رکن کے لیے سفارش کرے۔

جناب محمد طارق چوہدری : جناب درخواست کا توحق حاصل ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : طارق اپنی کشتیاں جلاتا ہے میرے خیال سے اس پر افسوس کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : اس list میں تو اخونزادہ صاحب اور قاضی مجید صاحب کا نام پہلے ہے قاضی عبدالمجید صاحب۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : پوائنٹ آف آرڈر، جب سے سکول میں بیٹھے ہوئے ہیں اور جب تک پڑھتے رہے کہ آٹھ کے بعد نو اور نو کے بعد دس۔ میرا نمبر پہلے نو تھا، آج سولہ ہو گیا کیا عوامی دور میں یہ بھی ہو گیا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ جی No point of order، جی قاضی صاحب۔ اخونزادہ صاحب آپ تمام باتوں کا بہت احاطہ کرتے ہیں اس لیے آپ کو کم از کم آدھا گھنٹہ تو ملے گا۔ قاضی صاحب اور اس قسم کے حضرات کی تقریریں نہیں کچھ specific اور technical باتیں ہوتی ہیں کچھ تجاویز ہوتی ہے آپ نے چونکہ political statement دینی ہے تو آپ کہاں تشریف لے جارہے ہیں۔

(اس مرحلے پر اخونزادہ بہرہ ور سعید ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب ڈپٹی چیئرمین : بہرہ ور صاحب آپ ۵ منٹ کے بعد تشریف لائیں گے جی قاضی صاحب۔

جناب عبدالمجید قاضی : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس اہم مسئلے پر بات کرنے کا موقع دیا ہے جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ provincial autonomy کی سندھ کے ناتے سے اسی دن سے جدوجہد شروع ہو گئی تھی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: I am sorry ڈاکٹر صاحب آج اس کو wind up کرنے کی کوشش کریں گے میرے خیال میں آج اس ڈیبیٹ کو wind up کرنے کی کوشش کرتے ہیں

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جاری رہنے دیں بہت اہم topic ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ نے دینا کچھ نہیں ہے۔ بس جاری رہنے دیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: دینا تو سب کچھ ہے جاری رہتے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اچھی بات ہے۔ جی قاضی صاحب۔

جناب عبدالمجید قاضی: میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جس وقت برطانیہ نے انڈیا پر قبضہ کیا اور اس زمانے میں سندھ was the last province which they conquered. اس کے بعد سندھ بمبئی کے ساتھ لگ گیا تھا سندھ کے لوگوں نے اس پر احتجاج کیا اور جدوجہد شروع ہو گئی اور کافی طویل عرصے کے بعد سندھ بمبئی سے علیحدہ ہو گیا. This happened in 1936. اس کے بعد ۱۹۳۸ء میں Sindh Provincial Assembly نے ایک Resolution پاس کیا جس میں demand کی گئی کہ There should be a a separate homeland for Muslims. اس کے بعد ۱۹۴۰ء میں وہ Resolution پاس ہوا جو لاہور کا Resolution ہے اور بہت ہی مشہور Resolution ہے جس میں کہا گیا تھا کہ Provincial autonomy ہو گی اور Sovereign units ہو نگے ان کو states..... کہا گیا تھا ۱۹۴۶ء میں وہ change ہوا اور sovereign کا word ختم کر دیا گیا اور پاکستان کو state کہا گیا باقی units ہو گئے تو میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ جو autonomy کا مسئلہ ہے سندھ کے ناتے سے تو اس دن سے شروع ہو گیا تھا جس دن سے سندھ بمبئی کے ساتھ منسلک کر دیا گیا تھا اور وہ process جاری رہا۔ سندھ والے ہمیشہ autonomy کے لیے demand کرتے رہے ہیں اور اپنی جنگ جاری رکھے ہوئے ہیں لیکن جب ۱۹۴۷ء میں پاکستان بنا تو اس وقت یہ اہم بات ہے جس کا تعین کر کر نا چاہوں گا وہ یہ تھا Before the creation of Pakistan

سندھ اسمبلی نے ایک بل پاس کیا تھا Sindh Land Alienation
Bill جس میں یہ کہا گیا تھا جو زمین مسلمانوں کی ہے اور ہندوؤں کے قبضے میں ہے۔
mortgage کی شکل میں وہ owner کو واپس ملنی چاہیے یہ بل اسمبلی میں پاس ہو گیا
تھا لیکن گورنر نے اس کو assent نہیں دی تھی یہ اس وقت ہوا تھا جس وقت پاکستان
بن چکا تھا اس وجہ سے کوئی ۲۹ لاکھ ایکڑ زمین evacuee property میں
شمار ہو گئی جب کہ پنجاب میں اس قسم کا Land Alienation کا بل تھا اور اس
میں ان کو جو allow کیا گیا تھا لہذا مسلم owners کی زمین چلی گئی تھی وہ بچ گئی تھی
لیکن سندھ کے اندر یہ خصوصی بات ہوئی پاکستان بننے کے بعد جو بل پہلے introduce
ہو کر پاس ہو گیا تھا اس کی assent نہیں ملی اس وجہ سے اراضی refugees
کو allot ہو گئی تھی اس کے allotment کے طریقے پر میں صرف اتنا کہنا چاہوں گا
پنجاب میں areas agreed تھے ان کے claims verified تھے لیکن سندھ کے
اندر وہ verified claim نہیں تھے جو بھی statement دیتا تھا وہ
refugee ہوتا تھا اس کے اوپر اسکو زمین مل جاتی تھی حالانکہ انڈیا سے
Land offirmation آچکی تھی اور یہ بھی verify نہیں کیا گیا کہ اس کی زمین
کتنی تھی۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اراضی جو مسلمانوں owners کو واپس ملنی چاہیے تھی وہ
evacuee property بن کر تقسیم ہو گئی۔

میں یہ بھی بتانا مناسب سمجھوں گا کہ جس وقت Britishers نے حکومت سنبھالی اس
وقت مسلمانوں کے علاوہ کوئی بھی شخص Land owner نہیں تھا جتنی property
تھی وہ سب مسلمانوں کی تھی اس کے بعد ۵۵ء میں one unit کا قیام عمل میں آیا۔
اس میں ایک خاص چیز یہ ہے جس وقت یہ یونٹ بنایا جا رہا تھا ایک اہم شخصیت
مرحوم میر غلام علی تالپور صاحب تھے ان لوگوں نے اس کی مخالفت کی اور وہ دل کا
مریض تھا تو Provincial Government نے ان کو اونٹ پر بٹھا کر بھگا دیا میٹھی
ڈیمز ٹ کا علاقہ ہے اور یہ کہا گیا تھا کہ اس کو صحت کے لیے وہاں بھیج رہے ہیں وہاں

[Kazi Abdul Majid]

بیراج کی صحت ٹھیک ہو جائے گی اس زمانے میں کوٹری بیراج مکمل ہو چکا تھا اور اس
کے بعد ون یونٹ کے دوران کوٹری بیراج اور گڈو بیراج کی زمینیں تقسیم کی گئیں۔ جس میں
سے کچھ Armed Forces کو ملیں کچھ Civil bureaucracy کو ملیں اس کے بعد نئی نئی
Schemes ایجاد کی گئیں جس میں Rice Scheme کے تحت کچھ اراضی Displaced
persons of Mangla. کو دی گئیں تربیلا کے displaced powers کو دی گئیں اس
کے بعد یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ افغان refugees کو بھی سندھ کے اندر زمینیں ملی
ہیں یہ ایک ایسی چیز ہے جو میں آپ کے ذہن میں لانا چاہتا ہوں اس کے ساتھ ساتھ
۱۹۵۸ء کے مارشل لاء کے بعد یہ ہوا سندھی language جو سکولوں میں پڑھائی
جاتی تھی اس کو through مارشل لاء آرڈر verbal اس پر regime ختم کر دیا اور
سندھ language سکولوں سے غائب ہو گئی۔

جناب، مجھے ۴۷ کا زمانہ یاد ہے میں اس وقت کالج میں پڑھتا تھا پاکستان بننے کے
بعد ہمیں by order یہ کہا گیا تھا کالج میں جتنے بھی سندھی ہیں وہ limentary
اردو پڑھیں گے امتحان دیں گے اور ہمارے جو بھائی انڈیا سے آئے تھے اردو
speaking ان کے لیے لازمی تھا کہ وہ سندھی سیکھیں گے اور elimentary
سندھی ان کے لیے prescribe کی گئی تھی ہم نے اردو کا وہ امتحان پاس
کیا تھا Ist year اور Inter Science میں یہ ترتیب چلتی رہی یہ British rule
سے پہلے بھی تھا کہ جو آفیسر جس province میں جائے گا وہاں کی Reginol Language
اس کے لیے سیکھنا بہت ضروری تھا اور اس کے بعد امتحان پاس کرنا
through the Public Service Commission of that province.
یہ system چلتا رہا اور ہمارے سندھ میں پرانے آفیسرز ہیں انہوں نے امتحان پاس
کیے لیکن after 58 جو اقدامات کیے گئے وہ بڑے غلط اقدامات تھے جن کی وجہ سے
سندھی language وہاں سے ختم ہو گئی حالانکہ سندھی language وہ ہے جو ایک
rich language ہے پرانی language ہے اور قرآن مجید کا پہلا ترجمہ جو ہوا ہے وہ

سندھی زبان میں ہوا ہے اس کا اپنا مقام ہے اور اس کا وہ مقام ۱۹۵۸ء میں ختم کر دیا گیا اس کے بعد دوسری جو خاص بات ہوئی وہ یہ تھی کہ ۱۹۴۵ء میں سندھ پنجاب water distribution جو agreement کے متعلق معرض وجود میں آیا تھا۔ چیف منسٹر صاحبان نے اسی agreement کو sign کیا لیکن اس کے اندر جو clause تھی چونکہ سندھ کو نقصان ہوا ہے لہذا منگلا ڈیم کے مسئلے پر یہ معاملہ چلا تھا لہذا پنجاب ان کو compensation دیگا۔ پنجاب نے دو کروڑ روپے کا compensation دینا agree کیا لیکن اس بات کے اوپر ان کی کوئی مفاہمت نہیں ہوئی اس وقت کی پنجاب گورنمنٹ نے گورنر جنرل کو لکھا کہ آپ اس کو deffer کر دیں جب تک اس معاملے کا فیصلہ نہ ہو لیکن انہوں نے کہا کہ نہیں technical matter کے اوپر کوئی بھی اعتراض نہیں لہذا اس کو implement کیا جائے باقی رہا سوال اس کی compensation کا اس کے لیے کوئی arbitration کی clause رکھی جائے تو کسی وقت بھی اس کا فیصلہ ہو سکتا ہے اور اس طریقے سے یہ معاملہ چلنا چاہیے لیکن صاحب میں آج بھی یہ کہہ سکتا ہوں کہ پانی کی جو distribution ہو رہی ہے province within وہ اسی agreement کے تحت ہو رہی ہے یہ ایک بات غور طلب ہے لیکن ہوتا یہ ہے کہ اس agreement کے تحت یہ لکھا گیا تھا کہ جب منگلا ڈیم بنے گا تو اس میں سے replacement کے طور پر سندھ ۱۲ء۲ ملین ایم الف فٹ پانی لے گا۔ حالانکہ اس کی جو capacity ہے وہ ۵ء۴ ہے اس حساب سے اگر ہم اس agreement کو follow کرتے ہیں تو ۱ء۹۲ جو ایم الف ہے، وہ سندھ کا حق بنتا ہے کیونکہ جو ۲ء۱۲ ایم الف ہے، وہ development کے لیے رکھا گیا تھا اور پنجاب کا ۲ء۱۲ حق تھا اس کا یہ مطلب ہے کہ اس دن سے جب سے منگلا ڈیم بنا ہے، سندھ کا جو اپنا حق تھا اس سے وہ محروم ہو گیا اور آج تک ان کو ان کا حق نہیں مل رہا۔

دوسری بات یہ ہے کہ ۱۹۸۵ء میں جب پانی کی بڑی shortage ہوئی۔

[Kazi Abdul Majid]

تھی۔ ہمیں پورا پتہ ہے کہ اس وقت سندھ نے کہا کہ ہمیں اب پانی منگلا ڈیم سے دیں کیونکہ ہماری early خریف ہے اور جو منگلا ڈیم سے پانی آتا ہے وہ early riser river ہے لہذا پانی ملنا چاہیئے لیکن اس وقت ان کی بات نہیں مانی گئی اور ان کو پانی نہیں دیا گیا فصلیں خراب ہوئیں کیونکہ انہوں نے کہہ دیا تھا کہ ہم ان کو پانی نہیں دیتے۔

جناب والا! اب بھی ایسی چیزیں ہیں جن پر اختلاف رائے ہے اور ہم اس چیز کو نہیں مانتے کہ ۱۹۴۵ کا agreement ختم ہو چکا ہے۔ وہ ختم نہیں ہوئی ہے لیکن یہ one unit کی حکومت میں ختم کر دی گئی، جس کو ہم نہیں مانتے اس وقت دو zone کا جو concept آگیا تھا۔ چناب اور جہلم کو ایک zone کہا گیا اور سندھ کو دوسرا zone کہا گیا لیکن اس چیز پر اس وقت ان کی طرف سے کوئی representation نہیں تھی one unit کی حکومت تھی لہذا میں یہ عرض کروں گا کہ یہ جو سندھ agreement ہے اس پر دوبارہ غور کیا جائے اور اس کے تحت آج تک جو distribution of water ہو رہا ہے اس کو اپنی جگہ پر رواں دواں سمجھا جائے۔

اس کے ساتھ water apportionment کا معاملہ آتا ہے ہمارے دوستوں نے اور پروفیسر خورشید صاحب نے یہ کہا ہے کہ water apportionment کا ہونا بڑا ضروری ہے میں بلکل کہتا ہوں کہ water apportionment ایک ایسا مسئلہ ہے کہ اس پر جتنی جلدی فیصلہ کیا جائے اتنا ہی بہتر ہے اور یہ قوم کے حق میں ہے لیکن اس میں پروفیسر صاحب نے فضل اکبر کمیٹی کا ذکر کیا تھا۔ جناب والا، میں صرف بیان اتنا بتانا چاہوں گا کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ فضل اکبر کمیٹی نے یہ لکھا تھا کہ

Members felt to work out any agreed recommendations for the water apportionment in the provinces. اور اس کے علاوہ جو کمیٹیوں کے ممبر تھے انہوں نے بھی technical matters پر بھی provincial مخالفت

نہیں کی۔ اور سندھ کا جو ممبر تھا اس نے اس کی مخالفت کی تھی note of dissent
دیا تھا، لہٰذا جس وقت یہ معاملہ ہوا یعنی matter came before the Common
Interest Committee. تو انہوں recommend کیا ہے کہ ایک commission
بنا دیا جائے اور چیف جسٹس کو اس کا ہیڈ بنایا جائے تو صدر صاحب نے وہ کمیٹی بنائی
لیکن اپنے مقررہ وقت میں وہ کمیٹی اپنا کام ختم نہ کر سکی اور اس اثنا میں PCO کے
آرڈر کے تحت یہ معاملہ ختم ہو گیا اس کے بعد صدر صاحب نے جسٹس حلیم کو حکم دیا کہ آپ
اس کو مکمل در آمد کر کے اپنی report دیں وہ report ابھی تک ہمیں نہیں ملی ہے لیکن
یہ ایک حقیقت ہے کہ Frontier سے تعلق رکھنے والے جج نے جو کہ اس کا ممبر تھا اس
کے خلاف نوٹ دیا تھا لیکن یہ رپورٹ بھی قابل قبول نہیں ہو سکی۔

جناب! اس کے علاوہ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ اس جسٹس حلیم رپورٹ کے
لیے کوئی formal procedure adopt نہیں کیا گیا تھا ہر ایک province پھر
الگ الگ بات کی گئی تھی لیکن ان سب کی آمنے سامنے کوئی بات نہیں ہوئی تھی لہٰذا
یہ رپورٹ بھی ہمیں قابل قبول نہیں ہے اب اتنا کچھ کہنے کے بعد یہ مناسب معلوم ہوتا
ہے کہ مجھے میں کچھ suggest کروں جب ہم چاہتے بھی ہیں کہ یہ معاملہ طے ہو تو پھر سوچنا
چاہیے کہ کس طرح سے یہ معاملہ طے ہو سکتا ہے۔ تو اس سلسلے میں پہلی بات یہ ہے
کہ فی الحال اگر رپورٹ جو ہے وہ basis ہیں یا جس طریقے سے Work out کیا
ہے ... لیکن اس رپورٹ میں یہ لکھا گیا تھا کہ یہ دس سال کے لیے project
چلا ہے اور ۱۹۸۵ سے آگے کی پانی کی requirement کے متعلق کچھ نہیں ہے
لہٰذا وہ رپورٹ بھی out dated ہے اس لیے میں یہ تجویز کروں گا کہ Judicial
Commission بنے جس میں چیف جسٹس سپریم کورٹ چیئرمین ہو اور اس میں چاروں
صوبوں کے nominees. ہونے چاہئیں جو چیف جسٹس ہوں یا not less than
the Judges of the Supreme Court. لیکن اس میں ایک خاص چیز میں یہ
عرض کرنا چاہوں گا کہ We should have in that Committee an International

[Kazi Abdul Majid]

آدمی ہو جو expert. جس کا knowledge acclaimed ہو اور وہ neutral
صحیح طریقے سے گائیڈ کر سکے اس قسم کے آدمی اگر ہمارے پاس ہیں تو ٹھیک ہے اگر نہیں ہے
تو کسی اور nation سے لے سکتے ہیں یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے اگر تصفیہ کرنا ہے تو
اس کے لیے ایک ایسا آدمی مقرر کیا جائے جو neutral ہو اس کا
knowledge acclaimed ہو اور ان کے سامنے اپنا کیس پیش کیا جائے وہ
سب باتیں سن کر ایک neutral قسم کا فیصلہ commission کو advice کرے
اور پھر اس حساب سے کمیشن اپنا فیصلہ دے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایسا
طریقہ ہے جو سب کے قابل قبول ہو گا کیونکہ سب صوبوں سے جب neutral
experts لئے جائیں گے تو پھر کسی قسم کا کوئی اختلاف پیدا نہیں ہو گا اور neutral
آدمی بھی یہ محسوس کر سکیں گے کہ یہ فیصلہ قابل قبول ہو سکتا ہے لہذا میں استدعا
کروں گا کہ اس قسم کا کمیشن بنایا جائے جس کے اندر International
importance کا neutral expert شامل ہو جس کے سامنے ہر ایک صوبہ اپنا
کیس پیش کرے اس کے بعد یہ معاملہ طے ہو تو شاید یہ ٹھیک رہے گا۔
اس کے ساتھ دوسرا معاملہ کالا باغ ڈیم کا ہے اس کے اوپر بھی دوستوں
نے بات کی ہے میں نے اپنا موقف اپنی پہلی تقریر میں بھی بتا دیا تھا اس میں بھی میں
نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا تھا اور میں دوبارہ یہ کہوں گا کہ پہلے تو [illegible]
water distribution (apportionment), فیصلہ کیا جائے اور اس کے
بعد یہ ضروری ہے کہ ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ اب ہمارے پاس قابل ذخیرہ پانی کتنا دستیاب
ہے اور اس کے اوپر کیا international basis ہم ایک اور ڈیم بنا سکتے ہیں۔
یا نہیں بنا سکتے ہیں یہ بھی ایک ایسی چیز ہے جس کا ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں ہو سکا ہے اور
اب تک اس کی support میں کوئی figuers بھی نہیں ہیں کہ اتنا قابل ذخیرہ پانی
ہے جس سے کہ یہ ڈیم بن سکتا ہے اس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ National
Commission of Agriculture نے جب اپنی رپورٹ لکھی تھی تو اس میں وہ بھی

اس چیز کو متعین نہیں کر سکے کہ پانی ہمارے پاس اتنا available ہے یا نہیں جس پر کہ ہم ڈیم بنا سکتے ہیں ایسی figures انہوں نے اس میں نہیں دی ہیں۔

ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ اس وقت power shortage ہے اور یہ ایک حقیقت ہے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ لوڈ شیڈنگ کو جتنی جلدی ہو سکے ، ہمیں ختم کرنا چاہیے۔ میں اس سلسلے میں ، میں آپ کو بتاتا ہوں کہ آرٹیکل لکھے گئے ہیں مسٹر اظہار الحق اور مسٹر نے ایم شیخ کی طرف سے جو Directors ہیں مسٹر اظہار الحق ڈائریکٹر ڈی ایم او (Dam Management Organisation) ان کے papers سے میں نے یہ figures لی ہیں ، جناب ان کا یہ کہنا ہے کہ ۱۰۶۴۳٫۷ میگاواٹ بجلی run of the Indus run of the river, سے پیدا ہو سکتی ہے River کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو کوئی ڈیم بنانے یا پانی سٹور کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور جتنے natural falls ہیں ان کو استعمال کرتے ہوئے ، کام لیا جا سکتا ہے انہوں نے اپنے papers میں یہ کہا ہے ایک مقام جلبو ہے جہاں پر ۱۰۷ میگاواٹ کا تخمینہ ہے اور اس کی cost جو ہے ۵،۱۳۵ پیسہ ، پر کلوواٹ ہے ننگاہ میں ۶۲۵ بتائی گئی ہے اس کی cost ۲۰،۲ بتائی گئی ہے بجلی کی ۱۲۹۰ ہے اس کی cost ۱،۵ پیسہ بتائی گئی ہے ، روہی کوٹ انڈس ۶۷۰ میگاواٹ بتائی ہے اس کی cost، ۹،۷ پیسہ بتائی گئی ہے داسو کی cost ۲،۶۷ پیسہ بتائی گئی ہے پتن کی ۱۱۷۲ ہے۔ اس کی cost ۲،۶۷ پیسہ بتائی گئی ہے تھاہ کوٹ کی ۱۰۴۳،۶۹ ہے اس کی cost ۲۲،۱۵ پیسہ ہے۔ اس طرح دریائے جہلم پر بھی جو run of the river کی sites بتائی گئی ہیں وہاں سے ۶۶۲۵ میگاواٹ کی generation ہو سکتی ہے اور ان کی cost جو ہے وہ ۱۴ پیسہ سے لے کر ۴۳ پیسہ پر میگاواٹ بتائی گئی ہے۔

جناب یہ جو controvertial issue ہے اس پر پہلے water apportionment کا معاملہ طے کریں اس کے بعد یہ دیکھا جائے گا کہ storable water ہمارے پاس کتنا ہے بعد پھر یہ دیکھا جائے گا کہ اس

[Kazi Abdul Majid]

پانی کو ہم کس طریقے سے استعمال کر سکتے ہیں اور بھی methods ہیں پانی استعمال
کرنے کے لیے ہم riverine areas کے اندر ٹیوب ویل لگا سکتے ہیں اور وہی پانی وہاں
استعمال ہو سکتا ہے as compared to the construction of a dam.
اس پر کم لاگت آئے گی حکومت کو اس طرف دھیان دینا چاہئیے اور اس کی جو sites
ہیں انکی studies موجود ہیں اس کی طرف توجہ دی جائے جب تک پانی کی تقسیم کا
فیصلہ نہیں ہوتا اور یہ ثابت نہ ہو جائے کہ ہمارے پاس وافر پانی ہے اور اس کا
برا اثر صوبوں پر نہیں پڑے گا یہ کام نہ کریں اور یہ تمام معاملے پہلے طے کریں اسی طرح
جو میں نے sites بتائی ہیں یہ 17 ہزار میگا واٹ ہمارے پاس بن جاتے ہیں یہ
اور یہ ایک بڑا check ہے اس میں کسی بھی صوبے کو اعتراض ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ
آپ پانی کو تو stop کر ہی نہیں رہے ہیں اس لیے کسی کو اعتراض نہیں ہو سکتا۔

علاوہ ازیں میں گیس کے مسئلہ پر آتا ہوں گیس کی main transmission Line
ہے جس وقت ہم کسی شہر کو گیس دینے کے لیے off take کرتے ہیں تو ہم اس
کا پریشر drop کرتے ہیں تو اس drop کرنے کے وقفہ کے دوران جو ہمیں
energy ملتی ہے اس سے بھی Gas Turbine چل سکتی ہے تو ہم یہ بھی لگا
سکتے ہیں اس طریقے سے جو ہمیں بجلی فراہم ہو گی اس کا fuel کا کوئی خرچہ نہیں
ہوگا یہ ایک New technique ہے دیگر ممالک میں یہ استعمال ہو رہی ہے ہمیں بھی اس
طرف توجہ دینی چاہیئے اور جہاں جہاں مناسب ہو اس Scheme کو اپنانا چاہیئے۔۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: قاضی صاحب! Provincial autonomy کی بات
کریں آپ کی تجاویز بڑی اچھی اور مفید ہیں لیکن موضوع زیر بحث پر آئیں شکریہ۔

جناب عبدالمجید قاضی: جی میں اسی پہ آ رہا ہوں کچھ دوستوں نے ایسا ذکر کیا تھا
تو اس لئے میں نے یہ کہا ہے جیسا کہ کالا باغ ڈیم کا ذکر ہوا تو میں نے عرض کر دیا
ہے جہاں تک صوبائی خود مختاری کا معاملہ ہے تو یہ ایک حقیقت ہے کہ صوبائی خود مختاری
کا معاملہ پیپلز پارٹی نے raise کیا ہے اور یہ سہرا ان کے سر ہے 73ء دستور

میں انہوں نے اس کا ذکر کیا اس سے پہلے اس قسم کا کوئی ذکر نہیں ملتا اس لیے جو انہوں نے 73ء کے آئین میں کہا ہے اس پر پوری طرح عمل کرنا چاہیئے میں صرف دو چیزیں آپکو بتانا چاہوں گا کہ زراعت صوبائی subject ہے اس ضمن میں ہمارے پاس PARC کا ادارہ ہے اس کا بڑا huge budget ہے لیکن اس کا Contribution کیا ہے؟ صوبہ سندھ کے لیئے ایک Research Station کھولا گیا ہے میں ممبران کو دعوت دیتا ہوں کہ اسے دیکھیں کہ وہاں پہ کیا کام ہو رہا ہے کون سی variety وہاں develop ہوئی ہے اس وقت سندھ میں کپاس سے زیادہ sugar cane زیادہ کاشت ہوتا ہے اس ادارے کی وہاں کوئی contribution نہیں ہے اس لیے میں چاہوں گا کہ یہ صوبائی ادارہ ہے اور اس کا ہیڈ کوارٹرز جو اسلام آباد میں ہے یہ کسی طریقے سے بھی اس کا نمائندہ ادارہ نہیں ہے۔ یہ ادارے ایسی جگہ پر ہونے چاہئیں جہاں پر تجربے کر سکیں province میں انکی contribution کم از کم سندھ کے ناتے سے تو نہیں ہے اور اتنا بڑا خرچہ ہو رہا ہے اس سے ہمیں کچھ نہیں ملتا ہے ہمارے جتنے پی۔ ایچ ڈی ڈاکٹرز ہیں وہ سب یہاں ہیں میں یہ بھی کہنے کی جسارت کرونگا کہ It is a graveyard of phds, کوئی چیز صوبے تک نہیں پہنچ پا رہی جس سے کوئی فائدہ ہو۔

میں دوسری چیز یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے صوبائی Level کے زرعی ریسرچ سنٹرز ہیں انکے پاس پیسہ نہیں ہے وہ اپنا کام کر نہیں پا رہے ہیں لہٰذا اسے de-centrelize کر کے یہاں بیٹھے ہوئے P.H.D کو صوبوں میں بھیجیں تاکہ وہاں کچھ کام کر سکیں۔ اسی طریقے سے یہاں Education کے بہت سے ادارے قائم ہیں خرچہ بھی ہو رہا ہے ان کو بھی de-centrelize کر کے صوبوں کے حوالے کریں جب 1973ء کے آئین پر اتفاق ہوا تھا تو اس میں یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ Concurrent List کو دس سال بعد تبدیل کیا جائے گا اور یہ موضوعات صوبوں کو دے دیے جائیں گے

[Kazi Abdul Majid]

یہ درست ہے کہ اس کے بعد مارشل لا لگ گیا اور وقت گزرتا گیا لیکن میں انکو یہ وعدہ
یاد دلاؤں گا کہ Concurrent List پر اب نظر ثانی کریں اور یہ صوبوں کو منتقل کریں۔
اسکے بعد تیسرا مرحلہ آتا ہے کہ جو فیصلہ انہوں نے MRD میں کیا تھا کہ مرکز
کے پاس صرف چار subjects رہنے چاہئیں میں اس کی حمایت کرتا ہوں اس
کے لیے ضروری ہے کہ پہلے ۱۹۷۳ کے آئین کو fully implement کیا جائے اور ساتھ ساتھ اس بات کا
اہتمام کیا جائے کہ جو صوبوں کے subjects ہیں وہ انہیں ملنے چاہئیں اس
کے علاوہ جس وقت ۱۹۷۳ کا آئین بنا تھا تو (۱) Article No.161 Clause میں یہ
لکھا گیا کہ گیس کی رائیلٹی صوبوں کو ملے گی لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس وقت
oil کی اتنی مقدار نہیں تھی اور نہ کوئی سوچ سکتا تھا کہ اتنی زیادہ ہو جائے گی اب
آئل اور گیس کے اندر کوئی فرق ہے نہیں both are hydrocarbons تو میری
نگاہ میں یہ ایک ایسی معصوم غلطی ہے جس کی درستگی کرنی چاہئیے اور گیس کے بدلے
ہمیں hydrocarbon لکھنا چاہئیے یا ہمیں oil & Gas لکھنا چاہیے تاکہ اس کی رائیلٹی
جو صوبہ produce کرے اسکو ملنی چاہیے۔

اس کے علاوہ معدنی ترقی کے بارے میں بھی سوچنا چاہئیے تاکہ اس کی رائیلٹی
بھی صوبے کو ملنی چاہیے اس کے علاوہ sales Tax ہے جو پاکستان بننے کے بعد سے
صوبوں سے لیا گیا ہے ۱۹۸۶ء میں میری ملاقات گورنر سندھ سے ہوئی تو دوران گفتگو
وہ یہ کہنے لگے کہ وہ کراچی میں ایک اور ضلع بنائیں گے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہمارے
پاس پیسہ نہیں ہے کہ اس کا خرچہ برداشت کریں یہ ہمیں مرکز سے مانگنا پڑتا ہے تو جب
اتنا صوبوں کو مفلوج رکھنا مناسب نہیں ہے National Finance Commission
کو award دینا چاہئیے لیکن اس میں میری تجویز ہے کہ جس صوبے سے گیس
generate ہوتا ہے اس کا پچاس فیصد اس صوبے کو ملنا چاہئیے باقی پچاس
فیصد مرکز کو جانا چاہئیے اور آبادی کے لحاظ سے اسکو دوسرے صوبوں میں تقسیم کیا
جانا چاہئیے۔ لیکن یہ نہیں ہونا چاہئیے کہ ساری رقم ایک طرف چلی جائے۔ ہمیں لوگوں

کے مسائل پر توجہ دینی چاہیے شکریہ!

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ آپکی بڑی اچھی تجاویز تھیں امید ہے وزراء صاحب نے نوٹ کر لی ہونگی۔ جناب حسین بخش بنگلزئی صاحب۔

میر حسین بخش بنگلزئی: جناب چیئرمین! میں آپ کا بڑا مشکور ہوں کہ آپ نے اس اہم موضوع پر مجھے اپنے خیالات کے اظہار کا موقع عطا فرمایا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں ممبران سے گذارش کروں گا کہ اگر ہاؤس کے decorum کو maintain کیا جائے تو بہت نوازش ہوگی۔ شکریہ جی۔ جی بنگلزئی صاحب۔

میر حسین بخش بنگلزئی: حضرت غالب کی روح سے انتہائی معذرت کے ساتھ میں گذارش کرنا چاہوں گا کہ۔

کرتے ہیں شکایت تو گزرتا ہے گماں اور
کہتے ہیں کہ سینیٹ کا ہے انداز بیاں اور

جناب والا! سینیٹ میں ملک کے مسائل جس انداز میں جس تدبر کے ساتھ جن احساسات کے ساتھ پیش ہوتے رہے ہیں، زیر بحث آتے رہتے ہیں حکومت پر ان کا کیا impact ہوا ہے اس کا اندازہ آپ بھی بخوبی لگا سکتے ہیں اور ملک کا ہر باعزت شہری بھی لگا سکتا ہے لیکن جہاں تک پاکستان کے عوام پر اس کے impact کا تعلق ہے میں یہ سمجھتا ہوں اور واضح طور پر اس بات کا دعویٰ بھی کرتا ہوں کہ پاکستان کی پبلک نے سینیٹ کی مدبرانہ بحثوں کو ہمیشہ سراہا ہے آج مجھے بڑی خوشی ہے کہ پاکستان کے اندر جماعتی بنیادوں پر الیکشن ہوئے ہیں اور اس ملک کے اندر منتخب سیاسی جماعتوں پر منتخب حکومتیں قومی اسمبلی میں بھی اور صوبائی سطح پر بھی قائم ہیں موجودہ حکومت کا یہ دعویٰ بالکل بجا ہے کہ انہیں عوام کی support حاصل ہے میں ذرا اس سے آگے بڑھ کر کہنا چاہوں گا کہ موجودہ حکومت اس لحاظ سے بھی خوش قسمت ہے کہ اس حکومت کو افواج پاکستان کی بھی بھرپور support حاصل ہے اس سے بڑھ کر میں یہ بھی کہوں گا کہ موجودہ حکومت اس لئے بھی خوش قسمت ہے کہ انکل

[Mir Hussain Bakhsh Bangulzai]

سام کا دعویٰ ہے ہمارے ملک ۔ سوزی دساں حکومت امریکہ کا بھی دعویٰ ہے کہ اگر موجودہ حکومت کے خلاف کوئی بھی بات کسی بھی کارنر سے ہوئی تو وہ پاکستان کا حقہ پانی بند کرنے کے لیے وہ بالکل تیار بیٹھے ہیں۔

جناب پاکستان کی سیاسی تاریخ میں آج تک ایسی حکومت شاید ہی آئی ہو جس کو عوام کی support حاصل ہو، افواج پاکستان کی support حاصل ہو، حکومت منتخب ہو اس کو امریکہ کی بھی support حاصل ہو لیکن ان تمام سہولتوں کے باوجود آیئے آج ہم دیکھتے ہیں کہ دس مہینے کے اس لمبے عرصے میں اس منتخب عوامی حکومت نے آئینی اور سیاسی لحاظ سے اس ملک کے عوام کو کیا کچھ دیا ہے آیئے ذرا ان باتوں کا تجزیہ کریں میں یہ سمجھتا ہوں کہ سیاسی طور پر موجودہ حکومت نے جو منصوبہ بندی کی ہے اخبارات کے ذریعے تو ہم صرف یہ پڑھتے ہیں اور ہمیں سننے کو یہ ملتا ہے کہ فلاں ایم این اے کے ساتھ گٹھ جوڑ کی بات چل رہی ہے فلاں ایم پی اے کو رات خلوت میں بلایا جاتا ہے اور دوسرے دن وزارت کا حلف دلایا جاتا ہے عوام کی باتیں جب سامنے آتی ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ جناب چینی کے نرخوں میں اضافہ ہو رہا ہے ۔گیس کے نرخوں میں اضافہ ہو رہا ہے ۔بجلی کے نرخوں میں اضافہ ہو رہا ہے امن و امان کے لحاظ سے جب ہم دیکھتے ہیں تو سندھ جل رہا ہے کراچی میں کوئی بھی شخص سکون کی رات بسر نہیں کر سکتا تعلیمی ادارے افسوس ناک حد تک تباہ ہو چکے ہیں۔ میں ایک سوال کرتا ہوں پاکستان کی موجودہ حکومت سے کہ آیا پاکستان کے عوام نے اسی جذبے کے ساتھ آپ کو منتخب کر کے پاکستان کی حکومت آپ کے حوالے کی ہے میں یہ سمجھتا ہوں اور بڑے دعوے سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ پاکستان کے عوام کا ان انتخابات کے ذریعے سے قطعاً یہ مدعا نہیں تھا میں واضح طور پر یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ ملک کے اندر کوئی بھی شخص کوئی بھی ووٹر کوئی بھی سیاسی جماعت کوئی بھی سیاسی کارکن اس جمہوری process کو ناکام دیکھنا نہیں چاہتا لیکن ناکامی اگر کسی بھی طرف سے اس جمہوریت کے راستے میں حائل ہے تو وہ برسر اقتدار جماعت کی ناقص سیاسی

منصوبہ بندی کی وجہ سے ہے لہٰذا آج کی اس موشن کے حوالے سے میں صرف یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ ایک انجنیئر اپنے ذہن میں کسی خوبصورت بلڈنگ کا کتنا اچھا نقشہ بنائے اور بے شک اس نقشہ کو کاغذ پر بھی آتارے مگر وہ نقشہ صرف کاغذ پر ہی دیکھا جا سکے گا جب تک کہ اس نقشہ کو ریت بجری اور میٹریل کی شکل میں ایک بلڈنگ کی شکل میں نہ لایا جائے۔

جناب والا! ۱۹۷۳ء کا آئین بقول حکمران جماعت کے بیشک صحیفہ آسمانی ہے۔ لیکن میں ایک سیاسی کارکن کی حیثیت سے بھی اس بات کو سمجھتا ہوں کہ ۱۹۷۳ء کے آئین کو اس وقت کے منتخب لوگوں نے اس وقت کی سیاسی جماعتوں نے مل کر اور کافی محنت کے ساتھ بنایا، منظور کرایا۔ implement کرایا لیکن آیا ۱۹۷۳ء کا آئین صرف دکھاوے کے لیئے ایک صحیفہ ہے یا ۱۹۷۳ء کے آئین پر عمل کرنے کا کوئی ارادہ بھی ہے اگر ۱۹۷۳ء کے آئین پر عمل کرنے کا ارادہ ہے تو وہ آج کی خوشگوار سیاسی فضا میں خوشگوار سیاسی فضا اس لیئے کہتا ہوں کہ میں نے پہلے عرض کر دیا ہے کہ موجودہ حکومت کو سیاسی طور پر وہ تمام سہولتیں حاصل ہیں کہ جن کی بنیاد پر وہ ۱۹۷۳ء کے آئین کو عملی جامہ پہنا سکتی ہیں۔ جناب والا! صوبائی خود مختاری کے حوالے سے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ہمیں بے شک ایک مضبوط مرکز چاہیئے ایک مضبوط مرکز یقیناً جو اب ہے ایک مضبوط پاکستان کا۔ میں اس بات کو سمجھتا ہوں کہ ایک مضبوط مرکز کے بغیر ہم آگے نہیں بڑھ سکتے ہیں اس بات پر اصرار کرتا ہوں کہ پاکستان کے عوام کو پاکستان کی حکومت کو پاکستان کے لوگوں کو اور جمہوری process کو ایک مستحکم اور مضبوط مرکز کی ضرورت ہے لیکن یہ ضرورت اِن حوالوں سے پوری کی جا سکتی ہے جن حوالوں کا ذکر ۱۹۷۳ء کے متفقہ آئین میں ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس زمانے کے جن سیاسی انجنیئرز نے ۱۹۷۳ء کے آئین کو بنایا تھا آج اس کو implement کرنے کی ضرورت ہے۔ آج اگر حکومت اس پر عملدرآمد نہیں کر سکتی تو اس سے بدترین سیاسی ناکامی اور اس سے بدترین بدنصیبی اس ملک کے جمہوری عمل کے لیے اور کیا ہو سکتی

[Mir Hussain Bakhsh Bangulzai]

ہے جناب! اس میں کوئی شک نہیں ہے سیاسی عمل میں لوگ سیاسی نکات میں ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے ہیں اور اختلاف رکھنے کا حق بھی انہیں حاصل ہے۔ سیاسی عمل کا یہی مطلب ہے۔
لیکن پاکستان کی بنیادی اساس اس کی سلامتی اس کی مضبوطی اس کی خوشحالی اور اس کے سیاسی جمہوری عمل سے کسی بھی سیاسی کارکن کو نہ اختلاف ہو سکتا ہے اور نہ کوئی شخص اس بات کی جرأت کر سکتا ہے کہ خدانخواستہ ایک کمزور پاکستان معرض وجود میں آئے اور ایک صوبے کا Chief Minister اپنے طور پر من مانی کرے۔ ہم قطعاً اس بات کی سفارش نہیں کرتے مگر ہم اس بات کی ضرور سفارش کرتے ہیں اور آئین کے حوالے سے صوبوں کے جو حقوق متعین کیے گئے جن کی گارنٹی دی گئی ہے یہ حقوق ان صوبوں کو ہر حال میں ملنے چاہئیں۔ کیونکہ ان مضبوط صوبوں کے حوالے سے ایک مضبوط مرکز یقیناً فعال اور سیاسی طور پر آگے بڑھنے کے اندر جمہوریت کی ترقی چاہتے ہیں تو وہ کون سے مسائل ہیں کہ جو ہمارے راستے میں ہوں یا وفاقی سطح پر نمائندے ہوں جب آپ پاکستان کی سلامتی چاہتے ہیں اس ملک کے اندر جمہوریت کی ترقی چاہتے ہیں تو وہ کون سے مسائل ہیں کہ جو ہمارے راستے میں حائل ہیں اور ہم مل بیٹھ کر اس ملک کے مستقبل کی تعمیر کو نہ سوچ سکیں اگر کوئی چیز حائل ہے تو پھر مجھے بڑے ادب سے یہ کہنا پڑے گا کہ صرف ناقص سیاسی منصوبہ بندی ہے یعنی موجودہ حکومت کی صورت حال کا آپس کی coordination کا جناب آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ایک وزیر با تدبیر کوئی بیان دیتے ہیں۔ تو دوسرا وزیر با تدبیر اس کے خلاف، دوسرے دن شہ سرخیوں میں بیان دیتا ہے اگر وفاقی کیبنیٹ اس حد تک آپس میں cordinative - انداز میں مل کر اس ملک کے لیے منصوبہ بندی کر رہی ہے تو بس یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے ناقص ترین سیاسی منصوبہ بندی کبھی بھی کسی نے نہیں دیکھی ہو گی۔
جناب والا! جب سینیٹ میں باتیں ہوتی ہیں تو یہ کہا جاتا ہے کہ جی سینیٹ تو باغی ہے لیکن میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کونسا تعمیری کام، وہ کون سا تعمیری

نکتہ۔ وہ کون سی آئینی بات سینیٹ کے سامنے پیش ہوئی اور سینیٹ نے منفی انداز میں اس پر اظہار خیال کیا ہم اس ملک کو چاہتے ہیں اس کی سیاست کو چاہتے ہیں اس کی سلامتی کو چاہتے ہیں اور اس ملک کے اندر جمہوریت کے ارتقا کو چاہتے ہیں ہم ہر سیاسی کارکن کی عزت اور احترام کرتے ہیں، ہر سیاسی کارکن اپنے دل کے گوشے میں اپنے ذہن کے گوشے میں پاکستان کی سلامتی اور اس کی ترقی کے لیئے سوچتا ہے اگر کہیں defect ہے تو وہ بالکل اوپر کی سطح پر ہے۔ جہاں پر کر لوگ بیٹھ کر سیاسی فیصلے کرتے ہیں ان تمام سیاسی فیصلے کرنے والے زعماء سے اس فلور سے آپ کی وساطت سے یہ بات عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ خیال بالکل اپنے ذہن سے نکال دیں عوام نے اگر انہیں ووٹ دے کر اس اسمبلی تک پہنچایا ہے تو عوام میں یہ طاقت بھی موجود ہے کہ ان کو کل دوبارہ ان گلیوں کے اندر لے جائیں جہاں سے وہ تشریف لے آئے تھے۔ جناب والا! پاکستان کے دس کروڑ عوام کو ووٹ کے عوض جو کچھ ملنا چاہیئے تھا اس کی آس پر وہ اس پارلیمنٹ کی طرف شب و روز بڑے شوق کے ساتھ دیکھ رہے ہیں کہ اس ملک کے اندر جن لوگوں کے ہاتھ میں عنان حکومت ہے وہ اس ووٹ کا کیا کرنا چاہتے ہیں اور ان کو جس انداز کا جواب مل رہا ہے اس انداز اور اس جواب سے لوگ مایوس ہیں ان تلخ حقائق کو بیان کرنے کے لیئے میں پھر اس بات کا اعادہ کرنا چاہتا ہوں مرزا غالب کے ایک شعر سے کہ۔

نوا را تلخ ترمی زن۔ چوں ذوق نغمہ کم یابی
حدی را تیز ترمی خواں۔ چو محمل را گراں بینی۔

[At this stage the chair was vacated by the Deputy Chairman which was occupied by the presiding Officer (Mr. Sartaj Aziz)].

آج کی صورت حال کے پیش نظر اس تمام سیاسی انتشار کی وجہ سے، مجھے انتہائی تلخی کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ موجودہ حکومت کو یہ چاہیئے کہ وہ اس قوم کے مستقبل کے لیئے ایک صحیح سیاسی منصوبہ بندی کرے اور اس منصوبہ بندی میں ان تمام

[Mir Hussain Bakhsh Bangulzai]

باتوں کو ملحوظ رکھا جائے کہ جن کی گارنٹی ۱۹۷۳ کے آئین میں متفقہ طور پر سب سیاسی جماعتوں نے دی ہے ہمیں کہیں اور نہیں جانا چاہئیے بھٹکنے نہیں ادھر نے چاہئیں کسی اور طرف جانے کی ضرورت نہیں ہے ہر چیز واضح ہے guaranteed ہے اور ۱۹۷۳ کے آئین میں صوبوں کے لیے جو حقوق متعین کیئے گئے ہیں ان حقوق کے حوالے سے ۱۹۷۳ کے guaranteed آئین پر عملدرآمد کیا جائے اور یہی صوبوں کے حقوق ہیں اور یہی اس موجودہ حکومت کے بچاؤ کا واحد راستہ ہے۔ اور یہی اس ملک کے اندر جمہوریت کو پنپنے پھیلانے اور ترقی دینے کا واحد راستہ ہے۔ شکریہ جناب!

جناب پریزائیڈنگ آفیسر: اب اخونزادہ بہرہ ور سعید صاحب۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ اما بعد، جناب چیئرمین صاحب بہت بہت شکریہ!

سرودے رفتہ باز آید کہ نہ آید
نسیمے از حجاز آید کہ نہ آید
سر آمد روزگارے ایں فقیرے
دگر دانائے راز آید کہ نہ آید

جناب یہ سینیٹ ہی ہے جس کو گالیاں [illegible] گلی کوچوں میں، اخباروں میں،۔۔ لیکن جو اہم مسئلہ ملک کو درپیش ہوتا ہے جسے یہاں اٹھایا جاتا ہے اس کے لیے اس سینیٹ نے جو کردار ادا کیا ہے میرا دعویٰ ہے کہ کسی اسمبلی نے وہ کردار ادا نہیں کیا۔ جناب بہت افسوس کا مقام ہے کہ ہم اس نئے پاکستان میں اسی مسئلے پر گفتگو کر رہے ہیں۔ جس مسئلے پر پی پی پی کی حکومت کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے اس ملک کو متفقہ آئین دیا انہوں نے اس ملک کے صوبوں کو اختیارات ایسے طریقے سے سونپے ہیں جس پر کسی طریقے سے کسی کوارٹر سے حملہ نہیں کیا جا سکتا مگر مجھے بڑا افسوس ہے کہ جب بھی شومئی قسمت سے یہ حکومت برسر اقتدار آئی ہے اسی نے اسی آئین کی خوب گوشمالی کی۔ اگر ہم ۱۹۷۳ کے آئین کو جو ۱۴ اگست ۱۹۷۳ کو نافذ ہوا تھا پڑھیں اور اس کے بعد

دو تین سال کے وقفے میں جس رفتار سے جس سرعت اور جس غیر آئینی اور غیر قانونی انداز سے اس میں ترامیم کی گئیں وہ آئین اب وہ نہیں ہے اب اس کا حلیہ بگڑ گیا ہے نہ اس میں وہ Judiciary ہے نہ اس میں وہ legislature ہے نہ اس میں وہ بنیادی حقوق ہیں نہ اس میں وہ صحافت کی آزادی ہے جس کا بڑی دھوم دھام سے شور مچایا جاتا ہے۔

جناب! میں یہاں یہ عرض کروں گا کہ ایک آئین ملک و قوم کی خواہشات کا آئینہ دار ہوتا ہے اور اس کی ہیئت ترکیبی کا مظہر بھی اور کوئی اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ پاکستان ایک وفاق ہے لیکن جو پاکستان ۱۹۴۷ء میں تھا کاش وہ پاکستان ہوتا تو اس وقت وفاق کی شان کچھ اور ہوتی اس میں پانچ صوبے تھے سب سے بڑا صوبہ مشرقی پاکستان تھا مغربی پاکستان کے حکمرانوں نے مشرقی پاکستان کے ساتھ جو سلوک کیا ان کے حقوق کو جس طرح پامال کیا اس کا ثمرہ ہم نے دیکھ لیا یہ ٹھیک ہے وہ چھ نکات پر اتنی جلدی عملدرآمد نہیں کر سکتے تھے اگر گھر کا بھیدی ان کے ساتھ نہ ملتا اس صوبے کے ساتھ جو آبادی کے لحاظ سے چاروں صوبوں کو ملا کر زیادہ تھا ایسا سلوک کیا گیا کہ وہ اس پر تیار ہو گئے کہ جس ملک کو حاصل کرنے میں انہوں نے پہل کی تھی جتنی قربانیاں مشرقی پاکستان یا بنگالیوں نے پاکستان کے لیے دی تھیں۔ جہاں مسلم لیگ کی بنیاد رکھی گئی تھی وہ اس پر آمادہ ہوئے کہ وہ الگ ہو جائیں کیوں؟ (اس کیوں کا جواب ملک قاسم صاحب آپ دیں گے) اور پھر جب حالات بہت آگے بڑھے اور ۱۹۷۰ء میں جب خدا خدا کر کے انتخابات ہوئے تو (اس کیوں کا ایک جواب ملک صاحب کی جانب سے میں دیتا ہوں) ان کے اس وقت کے انتخابات کو عمداً قصداً اور ارادتاً تسلیم نہیں کیا گیا اگر وہ انتخابات تسلیم کئے جاتے اور شیخ مجیب الرحمٰن کو حکومت سونپ دی جاتی تو پاکستان دولخت نہ ہوتا مگر کسی کی خواہشات کسی کی ہوس اقتدار، کسی کی ہوس کرسی اور پھر غیروں کے ساتھ کا ناپھوسی یعنی کیا کیا گل کھلے وہ نقشہ جب میں دیکھتا ہوں جب میں یاد کرتا ہوں۔ میری طرح میرے دوست ملک قاسم بھی اس سارے ڈرامے کے گواہ ہیں اس تاریخ کا وہ بھی ایک حصہ ہیں۔

جناب والا! کس طرح سے کس نے شیخ مجیب کو چھ نکات کا فارمولا دیا کس طرح

[Akhunzada Behrawar Saeed]

الیکشن کے نتائج کو تسلیم کرنے سے انکار کیا گیا کس طرح " ادھر تم اور ادھر ہم " کا نعرہ لگایا گیا کس طرح دو آئین اور دو قانون ساز اسمبلیوں کا مشورہ دیا گیا مطالبہ کیا گیا، اور پھر اس طرح فوجی ایکشن کروا کر بنگالیوں کو ٹکا خان کے ہاتھوں قتل کروایا general massacre کروایا پھر کس طرح Poland کی قرارداد کو جنرل اسمبلی میں پھاڑ کر وہ آنسو جو بہہ رہے تھے جس کو ہم دیکھ رہے تھے کہ یہ آنسو وہ نہیں ہیں جو دل سے نکلتے ہیں کس طرح سے اس ملک کی عظیم فوج کو ذلیل کروایا کس طرح ان کے surrender کو پاکستان ٹی وی پر عوام کو دکھا کر ان کے زخموں پر نمک پاشی کی ۔ اب یہ دعوٰی کرتے ہیں کہ پاکستانی فوج عوام کے ساتھ ہے یہ بات بھول گئے کہ یہ سیاست ہم بھی جانتے ہیں یہ سیاست اور بھی لوگ جانتے ہیں پہلے بیرونی ملکوں کی آڑ لی گئی اب یہ نمائش کرنا کہ فوج ہمارے ساتھ ہے غلط ہے کوئی اپنی توہین کوئی اپنی تذلیل برداشت نہیں کر سکتا کوئی نہیں بھول سکتا اور اس فوج کی اتنی تذلیل اس وقت کی گئی کہ میرے خیال سے آئندہ نسلیں بھی اس کو یاد رکھیں گی

جناب والا! اس سلوک سے اس برتاؤ سے جو معاملہ بنا اور اس میں جعفر و صادق نے جو کردار ادا کیا اس کے نتیجے میں مشرقی پاکستان الگ ہو گیا اس وقت بھی یہ صوبائی خود مختاری کا مسئلہ تھا خود مختاری کا لفظ یہاں میں استعمال نہیں کرتا یہ صحیح نہیں ہے اگر مشرقی پاکستان کو ہم وہ حقوق دیتے ہیں جو ان کا حق تھا اب اگر آپ مشرقی پاکستان جائیں اور ان کے دل کے ساتھ کان لگائیں تو یہی آواز سنائی دے گی کہ ہم تو کبھی بھی پاکستان سے الگ نہیں ہونا چاہتے تھے ہمیں تو الگ کروایا گیا جناب! آج پھر وہ ڈرامہ ہو رہا ہے اس بقایا نئے پاکستان کا۔ میں " نئے پاکستان " کا لفظ عمداً استعمال کرتا ہوں یہ کسی نے بڑے فخریہ انداز میں کہا تھا کہ ہم " نیا پاکستان " بنائیں گے جناب! اس طرح سے اس بڑے آبادی کے علاقے کو تنگ کیا گیا آج پھر اس پاکستان کے سب سے بڑے آبادی والے صوبے کو تنگ کیا جا رہا ہے ایک پلاننگ کے تحت ایک سازش کے تحت اور ان کو مجبور کیا جاتا ہے اور مجبور کیا گیا ہے کہ تم بھی وہ نعرہ لگاؤ جو صوبہ سرحد والے لگاتے

ہیں صوبہ سرحد والے نہیں ہم میں سے کچھ لوگ۔ بلوچستان میں کچھ لوگ، سندھ میں کچھ لوگوں نے وہ نعرہ لگا ہی دیا۔ اس مقصد۔۔۔

(مداخلت)

Akhunzada Behrawar Saeed: Yes, I want you to hear me first. You are my friend, my colleague.

Mr. Presiding Officer: Please address the Chair.

Akhunzada Behrawar Saeed: Alright, Sir.

جناب والا! میں گذارش کر رہا تھا جس طرح مشرقی پاکستان والوں کو تنگ کر کے آخری کارڈ "ترپ کا پتہ" لگایا گیا اور اس ملک کو دولخت کیا گیا اور بقایا پاکستان کو بھی توڑنے کی سازش ہو گئی ہے۔ خدا نہ کرے۔ میں یہ کہتا ہوں جناب والا! میرے ایک دوست نے کہا کہ عوام نے ان کو ووٹ دیا میں کہتا ہوں ٹھیک ہے یہ عوام بڑے مخلص لوگ ہیں بڑے ایماندار لوگ ہیں بڑے اچھے لوگ ہیں یہ کرسی دینا بھی جانتے ہیں لیکن سولی پر لٹکانا بھی جانتے ہیں تڑپانا بھی جانتے ہیں اور تڑپانا بھی جانتے ہیں جناب والا! اس ۶۲ فیصد کی آبادی کے صوبے کو کیوں تنگ کیا جا رہا ہے اور کس تاریخ سے تنگ کیا جا رہا ہے ہر ایک کو یاد ہے ملک صاحب کو بھی یاد ہے مجھے بھی یاد ہے کشمیر کو گرانے والوں کو بھی یاد ہے ۲ دسمبر ۱۹۸۸ء سے یہ معرکہ شروع ہوا ہے یہ confideration شروع ہو گئی ہے اور آخر اس مقصد میں گورنمنٹ کامیاب ہو گئی ہے کہ پنجاب بھی اب کہتا ہے کہ ہمیں صوبائی خود مختاری کا حق فوری طور پر ملنا چاہیئے اور پھر جناب والا! ملک صاحب کو تو معلوم ہے اور یہ نشاندہی ابھی تک کسی نے نہیں کی ہے کہ جو پارٹی یہ دعویٰ کرتی ہے کہ اس نے قوم کو متفقہ آئین دیا وہ اپنے منشور کو بھی بھول گئی ہے جناب ملک صاحب میں آپ کی اطلاع کے لئے، آپ کا منشور ۱۹۸۸ء پیپلز پارٹی کا منشور حصہ دوئم باب نمبر ۲ "اختیارات کی تقسیم" میں سے پڑھ کر سناتا ہوں۔

[Akhunzada Behrawar Saeed]

"ہم سمجھتے ہیں کہ عوام کی خود مختاری کا مسئلہ نہ صرف صوبوں اور مرکز کے درمیان یا ایک صوبے اور دوسرے صوبے کے درمیان پایا جاتا ہے بلکہ خود صوبوں کی حدود کے اندر بھی عوام اپنے معاملات میں مجبور اور بے بس ہیں۔۔ (آگے سنیئے)

۔۔۔ ہمارے انقلابی منشور کے تمام امور کی بنیادی روح یہی ہے کہ انتظامی ڈھانچوں میں تبدیلیوں کے ذریعے عوام کو زیادہ سے زیادہ اختیارات سونپے جائیں (اور پھر جناب وہ کیسے سناتے ہیں، میں اس کو پڑھ رہا ہوں)۔

اس مقصد کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات کئے جائیں گے (وہ اقدامات کون سے ہیں یہ جناب آپ سنیئے) ۱۹۷۳ کے آئین کی بحالی (کونسا آئین، اس کی تفصیل نہیں ہے، کیا وہ جو ۱۴ اگست کو نافذ ہو گیا تھا یا وہ جس میں سات ترمیمیں کر کے اس کا حلیہ بگاڑا گیا تھا) یہ ملک صاحب بتائیں گے نمبر (۲) مندرجہ ذیل اداروں کے آئینی اختیارات میں اضافہ۔

یہ سینیٹ جس کے پیچھے وہ پڑ گئی ہے کہ اس کو ختم کرو یہ اس کے اختیارات میں اضافہ ہے؟ دیکھئے۔ قول و فعل میں تضاد.... دیکھئے۔ کردار اور گفتار میں تضاد۔۔۔ مشترکہ مفادات کی کونسل....اس ایوان میں جس کے آپ اختیارات بڑھاتے ہیں اس ایوان نے ایک متفقہ قرارداد پاس کی تھی کہ اس کونسل کا اجلاس بلایا جائے اس کی تشکیل ہو جائے، یہ تو نہیں ہوا، جو آئین میں درج ہے۔۔۔ ملک صاحب شاید یہ آرٹیکل ۱۵۴ ہے۔ اس میں جو درج ہے اس سے روگردانی کر کے صوبائی رابطہ کمیٹی تشکیل دی ہے یہ اس آئین کا کیسا احترام ہے؟ کس طرح سے آئین کی تعمیل ہو رہی ہے؟ کس طرح سے آئین کے ڈھول بجائے جا رہے ہیں۔ اور آرٹیکل ۱۵۴ کے تحت کارروائی کا وقت آتا ہے، صوبائی رابطہ کمیٹی بنائی جاتی ہے اور پھر جس وزیر باتدبیر صاحب کو اس کے لیے مقرر کیا گیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم صوبائی کونسل ہوا میں بلائیں؟ ارے بھائی ہم نے کب کہا ہے کہ ہوا میں بلائیں ہم تو کہتے ہیں کہ اڑن کھٹولے سے اتر کر زمین پر آؤ۔ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ اور اسے زمین پر بلاؤ، تو جناب قول و فعل کا تضاد

دیکھیئے ۱۹۷۳ء کے آئین کی بحالی، سینیٹ کے اختیارات میں اضافہ کو دیکھیئے کہ کس طریقے سے اس پر عمل درآمد کیا جا رہا ہے اور مشترکہ مفادات کی کونسل، کس طرح سے اس کو بلایا گیا کتنے معاملات اس میں پیش ہوئے کتنے معاملات اس میں سر ہوئے اور جناب قومی مالیاتی کمیشن، اس سے آگے آتا ہے وہ شاید آرٹیکل ۱۵۶ ہے، ہر صوبوں کے درمیان مالیاتی وسائل کی تقسیم مندرجہ ذیل اصولوں پر ہو گی۔

مسائل اور ضروریات: ٹیکسوں کی آمدنی، آبادی، شہری اور دیہی آبادیوں کا باہمی تناسب، اور جناب جن نکات پر میں آپ کی خاص توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں اور ان معزز وزراء صاحبان کی، آپ اس سے اندازہ لگائیے کہ جو پارٹی آئین کا احترام، آئین کی عزت اور پھر اس پر عمل درآمد کرنے کے لیے ڈھنڈورا پیٹتے پیٹتے تھکتی نہیں، وہ کیا کہتی ہے، آگے کہتے ہیں کہ آئین میں موجودہ مشترکہ اختیارات کی فہرست کا خاتمہ، جناب، میں نہیں کہتا، یہ پی پی اور پی پارٹی کے منشور میں ہے یہ ان کا منشور ہے (لہراتے ہوئے) اس کو کوئی چیلنج نہیں کر سکتا آگے کیا کہتے ہیں Concurrent List یہ ختم کی جائے گی یہ کتنی خوشی کی بات ہے ان کے لیے، اور پھر آگے پڑھیئے یہاں پر ہی تسلی نہیں ہوتی میں جو آپ سے عرض کر رہا تھا کہ یہ ایک سازش ہے اس باقی پاکستان کو توڑنے کے لیے ایک سازش ہے اور میں اس چیز۔۔۔۔۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Question,

اخونزادہ بہرہ ور سعید: چلو، آپ question بھی کریں آپ کو جواب بھی اس کا آتا ہے۔

جناب والا! دوسرا معاملہ جو میری نظر میں بہت اہم ہے، جس میں وہی الفاظ کہے گئے ہیں کہ "نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری"

وہ کیا کہتے ہیں جناب: آئین میں موجود مرکزی اختیارات کی فہرست کا خاتمہ Federal List کی بھی چھٹی کر دی گئی Concurrent List رہے گی، پیپلز پارٹی کے پروگرام میں اور نہ ہی Federal list رہے گی پیپلز پارٹی کے پروگرام میں۔ کیا

[Akhunzada Behrawar Saeed]

رہے گا؟ حکومت ہی رہے گی؟ میں نے یہی کہا تھا کہ

بلبل نے آشیانہ چمن سے اُٹھا لیا۔

اس کی بلا سے بوم بسے یا ہما رہے

وہ فقیر والی بات، حلوہ لاؤ، جب بات آخر تک پہنچ گئی، تو وہ اپنا بوریا بستر اٹھا کر ملک کسی اور کے سپرد کر کے چلے گئے اب وہی بات یہاں ہو گئی ہے جب Federal list نہیں رہے گی،" میں اس معزز ایوان کے اراکین سے پوچھتا ہوں کہ جب Federal list نہیں رہے گی، تو Federation کہاں رہے گی اور یہی ان کی خواہشات ہیں اور ایسی کی تکمیل ہو رہی ہے۔ Mother Queen باہر جا رہی ہے Queen یہاں کام کر رہی ہے ... یہ سب کیسے خوش اسلوبی سے ہو رہا ہے مگر ہم ان باتوں سے بہلنے والے نہیں ہیں یہ کھلونے دے کر ہمیں بہلانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے ہم جانتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ کیا چال چلی ہے آپ کہیں گے کہ اس پر کوئی اعتراض کرے گا مگر میں پوچھتا ہوں کہ روم میں ظاہر شاہ سے ملاقات کس واسطے کی گئی ہے؟ کیا پندرہ، بیس لاکھ مجاہدین کے خون کا یہی بدلہ ہے ... ملاقاتیں ہو رہی ہیں، کس کس انداز میں ....

جناب ملک :- بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش

من انداز قدرت را می شناسم

جناب والا! (ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) ڈاکٹر صاحب ذرا حوصلہ کریں، ابھی تو میں نے تمہید ہی باندھی ہے...

جناب پریزائیڈنگ آفیسر: بہرہ ور سعید صاحب، آپ کو تقریر کرتے ہوئے ۲۵ منٹ ہو گئے ہیں۔ آپ کے علاوہ چار دیگر معزز اراکین نے بھی بحث میں حصہ لینا ہے اور پھر Provincial autonomy پر بات کریں ....

اخونزادہ بہرہ ور سعید: میں جناب Provincial autonomy کی بات کر رہا ہوں جناب والا! میں نے آپ سے عرض کیا تھا کہ مشرقی پاکستان کو autonomy نہیں دی گئی تھی حق خود اختیاری نہیں دیا گیا تھا ان کو ان کا حق نہیں دیا گیا تھا ان کو تنگ کر دیا گیا تھا حتیٰ کہ

وہ الگ ہونے پر مجبور ہو گئے ان کے ساتھ "جعفر و صادق" مل گئے اور وہ الگ ہو گئے اسی طرح سے اب صوبوں کے ساتھ ہو رہا ہے "جعفر و صادق" یہ نام بہت اچھے ہیں، کردار بڑا خراب ہے جناب والا! اب جو اس پاکستان کے سب سے بڑے صوبے کے ساتھ confrontation شروع ہے اور مجھے بڑا افسوس ہے کہ ایک دن ایک وزیر صاحب نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے بڑے فاخرانہ انداز میں کہا۔ دیکھئیے، کسی نے کہا کہ وزیر یا تدبیر لیکن میں کہوں گا کہ وزیر بے تدبیر، وہ 'Under Ninteen' کی ٹیم میں ہیں تو جناب وہ کہتا ہے کہ پنجاب میں بھی تو جرائم بڑھ رہے ہیں.... واہ.... سبحان اللہ.... پنجاب پاکستان کا حصہ نہیں رہا۔ وہ پنجاب میں پیدا ہوتے ہیں اور اسی کا نمک کھاتے ہیں۔ اسکی ووٹوں پر ممبر بنتا ہے اور اسکے ذریعے سے منسٹر بنتا ہے اور خوش ہوتا ہے کہ پنجاب میں یہ کیوں؛ یہ اس کے دماغ کی اختراع نہیں ہے یہ وہاں پر مشورے ہو رہے ہیں اور یہ نمبر بنا رہا ہے کہ پنجاب میں جرائم زیادہ ہو رہے ہیں اس واسطے انہیں بڑی خوشی ہے بھائی ہم تو کہتے ہیں نہ پنجاب میں ہوں نہ سندھ میں ہوں۔ ہمارے لئے تو سب ایک ہیں میں سندھ کا اگر ذکر کروں تو میں یہ کہوں گا کہ سندھ کتنا خوش قسمت خطہ ارض ہے اسلام اس کے ذریعے یہاں آیا تو وہ باب الاسلام بن گیا۔ پاکستان کے معمار حضرت قائداعظم سندھی تھے۔ سندھ اسمبلی نے پاکستان کے حق میں سب سے پہلے قرار داد پاس کی اور کچھ وقفے کے بعد تین ہمارے وزرائے اعظم مسلسل سندھی تھے سندھی ہے۔ ان سندھیوں نے مہاجروں کو سینے سے لگایا خود بھوکے رہ کر ان کو کھانا کھلایا۔ واقعی انصار کا کردار ادا کیا اب کونسی وجہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے بن گئے۔ کس نے کیا۔ یہ ایک دوسرا سوال ہے جس کا ملک صاحب جواب دیں گے کہ اتنے بردبار غیرت مند اور صلح مند صوبے کے عوام کو اتنا متعصب کیا جاتا ہے کہ خوجہ بجلانی صاحب اس قرارداد پر بحث کرانے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ آئین میں جو گارنٹی دی گئی ہے حق خود مختاری کی، اس پر سختی سے عملدرآمد ہو جائے۔ میں اپنی جانب سے یہ کہدوں کہ میں ایک مضبوط مرکز کا قائل ہوں یہ مرکزیت اسلام کا فلسفہ ہے مگر مرکز زور سے نہیں بلکہ تلوار سے

[Akhunzada Behrawar Saeed]

نہیں، پیار سے بیٹھیں گے سندھی، پٹھان، پنجابی اور بلوچ انکے ساتھ اگر آپ پیار سے رجوع ہوں گے وہی انکا اتحاد ہے وہی انکا اتفاق ہے وہی ان کا سب کچھ ہے اس سے مضبوط مرکز بھی بن سکتا ہے مضبوط پاکستان بھی بن سکتا ہے مضبوط اور خوشحال صوبے بھی بن سکتے ہیں لیکن میں گلہ تو اس واسطے نہیں کرتا کہ ۱۹۷۳ء کے آئین پر عملدر آمد کرنا تو درکنار، خدا کا شکر ہے کہ وہ اپنے منشور پر عمل نہیں کرتے۔ خدا کرے اس طرف توجہ نہ دیں ورنہ Concurrent List خدا حافظ، Federal List خدا حافظ، پاکستان کا بھی خدانخواستہ خدا حافظ۔

اب میں پوچھتا ہوں ایسی حکومت سے، ایسے خاندان سے ہم یہ توقع کر سکتے ہیں کہ وہ پاکستان کی مضبوطی کے لیے کام کریں گے وہ واقعی جو ۱۹ ستمبر والا ڈرامہ کہ جیوے جیوے پاکستان، واقعی، نہیں ہرگز نہیں وہ ایک مقصد کے لیے آئے ہوئے ہیں جب تک وہ حکومت کر سکیں گے یہاں رہیں گے جب حکومت کرنے سے وہ قاصر ہو جائیں گے تو حاکم بدہن راجیو بھائی کو دعوت دی جائے گی کہ آجاؤ اور جیسا کہ اس کی تردید نہیں ہوئی اخبار میں جناب محترم [illegible] کا بیان ہے جنگ میں بھی آیا ہے اور اخباروں میں بھی آیا ہے کہ ہمیں حکومت نہیں سونپی جانی تھی اگر ہندوستان کا وزیر اعظم راجیو اپنی افواج سندھ کی سرحد پر نہ لاتا۔ ابھی تک اس کی تردید کی جرأت نہیں کی۔ اس کا ایک ہی نتیجہ اخذ ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ ہاں یہ بات صحیح ہے اور پھر اس کی تردید کہاں سے ملتی ہے۔ جی، کہ جب راجیو یہاں تشریف لاتے ہیں، اور جب یہ اپنی دھن چھوڑ کر اس کی دھن بجاتے ہیں کہ راجیو ہم ایک ہیں تو اس وقت اس کا وزیر خارجہ فرماتے ہیں کہ ہندوستان جب چاہے جہاں چاہے فوج اتار سکتا ہے۔

جناب! میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ اب صوبے مجبور ہو گئے ہیں اور اب ان صوبوں کے حقوق کو مزید معرض التوا میں ڈالنا۔ یہ ایک غدار کا کردار ہو سکتا ہے پاکستان کے وفادار کا کردار نہیں ہو سکتا۔ ہم بھی چاہتے ہیں۔ میں نے کبھی اپنی ساری سیاسی زندگی میں Frontier کی طرف سے یہ مطالبہ نہیں کیا کہ ہمیں یہ حق خود مختاری ملنی چاہیئے لیکن اب

میں بھی مجبور ہوں جناب ذرا دیکھئے تو سہی یہ اور وہ ایک چیز ہیں اب آپ بتائیے۔ پنجاب کے ساتھ confrontation کیوں ہے بینک بنانا، آئین میں اس کا حق ہے اسی آئین میں یہ ہے جو متفقہ طور پر میرے ملک صاحب کی پارٹی نے دیا نہیں یہ اس کی پارٹی میں نہیں تھے یہ غلط بات ہے یہ تو میری پارٹی کے تھے ملک صاحب وہی broadcasting station آئین میں ہے بجلی کی جو آمدنی ہوتی ہے اس صوبے کا حق ہے گیس کی آمدنی کا حق بھی آئین میں ہے تیل اور دیگر معدنیات وغیرہ کی جو آمدنی ہے اس کو بھی صوبوں کو دینے کا حق ہے وہ اسی آئین میں ہے جو محترمہ کے والد بزرگوار نے متفقہ طور پر اس نئے پاکستان کے عوام کو دیا تھا۔ اگر اب یہ حقوق کوئی مانگتا ہے تو یہ جرم ہے؟

؎ ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات۔

جناب! پنجاب کے ساتھ یہ دشمنی زیادہ آگے نہیں بڑھانی چاہئے اگر کسی کو نواز شریف! ایک صاحب نے کہا شیر پنجاب، میں کہوں گا نواز شریف تم کو میرا سلام، تم شیر پنجاب نہیں ہو فخر پاکستان ہو۔ تم نے اس قوم کی لاج رکھ لی ہے تم نے آمریت کا راستہ روکا ہے تم نے آمریت کے جو چانس ہیں ان کو ملیامیٹ کیا ہے اور یہ ایک نواز شریف نہیں ہے کسی وقت... ملک صاحب میں بھی یہ جذبہ آئے گا اگر وہ وہاں جا سکتے ہیں واپس لاہور میں بھی آ سکتے ہیں اور یہ بھی سب کچھ لٹا سکتے ہیں اتنا نہ بڑھائیے اس کے دریاؤں پر حق کس کا ہے۔ جہلم پر کس کا حق ہے پنجاب کا، پھر میں پوچھتا ہوں پاکستان گورنمنٹ کو کیا حق حاصل ہے کہ وہ انڈیا کو یہ تجویز بھیجے کہ ہم سندھ طاس معاہدہ کی آرٹیکل نمبر ۳ سب کلاز نمبر ۲ کو waive کرتے ہیں یہ Indus Treaty کسی کی بیگم کی ہم پر مہربانی نہیں ہے یہ ایک بہت بڑی Treaty ہے اور جو دریا جس صوبے میں بہتے ہیں اُن پر اُن کا حق ہے ان کو ولر جھیل دریا جہلم پر بنانے کی اجازت دینے کے لیے اپنے حقوق سے دستبردار ہونا، آپ تو کر لیں گے پنجاب نہیں مانے گا اب پنجاب جاگ اٹھا ہے۔ جناب خدا نخواستہ... اگر یہ لوگ انکار کرتے ہیں تو میرے پاس Indus

[Akhunzada Behrawar Saeed]

Indus Treaty ہے۔ میرے پاس آرٹیکل ۳ (۲) بھی ہے میرے پاس Treaty
بھی ہے جناب۔ میں اپنے دوستوں کے لیے پڑھ کر سناتا ہوں۔

"Pakistan shall have the unrestricted use of all waters originating from sources other than the eastern rivers which are delivered by Pakistan into the Ravi or the Sutlej. India shall not make use of these waters. Each party agrees to establish such discharge observation stations and make such observations as may be conisdered necessary by the Commission for the determination of the component of water available for the use of Pakistan on account of the aforesaid deliveries by Pakistan".

And sub-clause (4):

"Except as provided in Article (d) and (e) India shall not store any water or construct any storage works under western rivers".

جناب یہ وہ آرٹیکل ہے جس کی رو سے انڈیا کو یہ اجازت نہیں ہے کہ ان دریاؤں پر وہ بیراج بنائے جس طرح سے Wuller Lake پر اب proposed بجٹ barrage ہے۔ اور جناب شرم کا مقام ہے افسوس کا مقام ہے کہ ہماری حکومت انڈیا کی حکومت کو یہ تجویز پیش کرتی ہے۔ جناب اگر اجازت ہو تو میں پڑھ دوں آپ کے سامنے اس proposed

agreement کی ایک کلاز ہے۔ "Pakistan waives its rights"

شرم کی بات ہے اگر کسی کو شرم آئے۔ "Pakistan waives its rights

under Article 3" یہ میں نے آپ کو سنایا۔

"Article 3 of the Treaty and in particular paragraph 4 thereof".

پیراگراف ۴ میں میں نے آپ کو سنایا کہ انڈیا کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اس قسم کے بیراج بنائے اور پھر جناب اس سے اگر یہ انکار کرتے ہیں تو میں اسے circulate کر سکتا ہوں مگر کسی کو تردید کرنے کی جرأت نہیں ہوگی یہ ایک ٹھوس چیز ہے اور جناب جہاں پہ یہ ذکر آتا ہے کہ انڈیا اس lake پر کتنے کیوبک فٹ بیراج بنائے گا تو کبھی یہ

blank cheque تم نے دیکھا ہوگا لیکن یہاں دیکھا کہ وہ خانہ blank چھوڑا گیا ہے۔ یہ انڈیا کی مرضی ہے، راجیو بھائی کی مرضی ہے اس پر تین لاکھ کیوسک فٹ لگائے، چھ لاکھ لگائے، دس لاکھ لگائے جو لگائے سو لگائے ہمارا جیو بھائی، ہم بھائی بھائی ہو تو جناب پنجاب کے ساتھ دشمنی اتنی بڑھی کہ خدانخواستہ اگر یہ lake بن گئی اور تین لاکھ جس طرح سے انکا اندازہ ہے اور ضرورت کے وقت وہ گیٹ کھل گئے تو ملک صاحب کی کوئی زمین وہاں رحیم یار خاں میں زیر آب آنے سے نہیں بچے گی۔

ملک محمد قاسم: بہاول نگر میں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: ہاں بہاولنگر میں۔ سارا پنجاب اُجڑ جائے گا، اس کی ایک چیز میں اور بتاؤں۔ جناب فوجی نقطہ نگاہ سے، جنرل صاحب یہاں بیٹھے ہیں اگر پنجاب کا علاقہ زیر آب آگیا تو نہ ٹینک استعمال ہوگا نہ Infantry استعمال ہوگی آپ کہاں جائیں گے: سندھ کی سرحد پر! جہاں راجیو بھائی کی فوجیں پہلے سے موجود ہونگی۔ کیا کریں گے: نہ اوپر آسمان پر چڑھ سکیں گے نہ زمین میں دھنس سکیں گے تو قائد اعظم والی بات، پھر آخری پاکستانی لڑ لڑ کر بحر ہند میں کود پڑے گا۔ لیکن وہ بھی ہمارے جیسا ہو۔ تو ہو ورنہ یہ تو کہیں گے آدمی گلے ملتے ہیں۔ ہم کب جدا ہوئے تھے یہ تو اُن کی غلطی تھی جناب عالی! اس provincial atuonomy میں مداخلت کو اتنا بڑھایا گیا ہے کہ اس کے اس پانی کا بھی سودا کر لیا گیا ہے۔ اس خوشامد کے الفاظ اس میں موجود ہیں کہ "ہندوستان کے ساتھ اچھے تعلقات بنانے کی خاطر ہم پنجاب کو قربانی کا دنبہ بنا کر پیش کر دیں گے"، پیش کیجئے بیگم صاحبہ لیکن دنبہ آپ کا نہیں ہے یہ پاکستان کا ہے یہ دنبہ نہیں بنے گا، حلق میں یہاں پھنس جائے گا۔ پنجاب اب وہ پنجاب نہیں ہے پھر یہ ظلم اتنا کیوں کیا جاتا ہے! اس میں تو وہ پنجابی بھی ہے جو ان کی پارٹی میں بد قسمتی سے شامل ہے وہ وزیر بے تدبیر بھی اور کوئی Advisers بھی ہیں جناب والا! یہ صوبائی خود مختاری کا مسئلہ معراج خالد صاحب جو ان کا سپیکر ہے چین جانے سے پہلے ائیرپورٹ پر وہ اعلان کر چکے ہیں کہ یہ ان کا حق ہے اور پھر وہ فرماتے ہیں وہ کمیٹی جس کے ملک صاحب بھی ممبر

[Akhunzada Behrawar Saeed]

تھے جس میں یہ کہا گیا کہ مرکز کو چار subjects دیے جائیں اس پر بھی عمل درآمد ہونا چاہیئے۔ جناب یہ "مسلم" اخبار ہے، معراج خالد صاحب کا بیان ہے۔

جناب والا! یہ آپ دیکھیئے اعلان تو یہ کرتے ہیں، متفقہ آئین کا دعویٰ تو کرتے ہیں اپنے منشور میں وہ کچھ لکھتے ہیں جو ایک پاکستانی نہیں لکھ سکتا لیکن دیتے کیا ہیں۔ اگر اس کرسی پر یہ لوگ نہ ہوتے تو پھر تو معاملہ اور تھا جس کے لیے حالات پیدا کیے جا رہے ہیں میں یہ پوچھتا ہوں کہ آج بھائی بھائی کا خون کیوں بہاتا ہے آج ایک صوبے کو دوسرے صوبے کے ساتھ کیوں لڑایا جا رہا ہے یہ کیوں کہا جاتا ہے کہ پنجاب سے تخریب کار سندھ میں بھیجے گئے ہیں کیوں سندھ، پنجاب اس پاکستان کا حصہ نہیں ہیں کیا پنجاب پاکستان کا حصہ نہیں ہے۔ یہ کیوں کہا جاتا ہے کہ پنجاب سکھوں کی مدد کرتا ہے خدا کے لیئے ایک محب وطن آدمی کو یہ باتیں زیب نہیں دیتیں یہ بہت زیادتی ہے۔ کم از کم اس کرسی کا جس پر محترمہ تشریف فرمائیں تو خیال رکھیں پاکستان کا نہ سہی لیکن وہ کرسی بھی تو پاکستان کی زمین پر پڑی ہوئی ہے کبھی کسی نے کہا تھا یہ لال کرسی بڑی مضبوط ہے مگر وہ لال کرسی مضبوط ثابت نہ ہوئی اب یہ کرسی مضبوط نہیں ہوگی انشاءاللہ۔ لیکن اس سے پہلے کہ پانی سر سے گزر جائے ہوش میں آجانا چاہیئے۔

اب جوش کی باتیں نہیں ہونی چاہئیں کہ ہم سی سی آئی کا اجلاس ہوا ہیں بلائیں گے۔ اس کے لیے آئین کو چھوڑ کر جو متبادل طریقہ اختیار کیا گیا ہے اس کو ترک کیا جائے اس آئین کی ساری شقوں پر یا اپنے منشور کی ساری شقوں پر سوائے ان دو کے۔ عملدرآمد کرتے تو یہ بہتر تھیں۔ اس سلسلے میں یہاں سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ صوبہ سرحد کو بجلی کی ساری آمدنی ملنی چاہیئے۔ صوبہ سرحد کو ساری معدنیات کی آمدنی ملنی چاہیے صوبہ سرحد میں ساری services میں مکمل کوٹہ ملنا چاہیئے۔ اور اب جناب چیئرمین صاحب ناراض نہ ہوں اگر حالات یہ رہے آج تو سندھ جل رہا ہے۔ کل صوبہ سرحد بھی جلے گا کل پنجاب بھی جلے گا میں ایک اور چیز بھی عرض کرنا چاہتا ہوں اس صوبہ میں آمیز ہمارے صوبہ میں کابل سے جتنے مہاجرین آئے ہوئے ہیں ان کے مسائل میرے مسائل ہیں اس میں مرکزی حکومت کو دخل دینے کا کوئی حق نہیں ہے اس لیے کوئی اہلی

میں جاکر ظاہر شاہ سے میٹنگ کر کے ظاہر شاہ کو لانے کا منصوبہ بنا رہے ہیں ہم اسے تسلیم نہیں کریں گے۔ ہم اس کا کوئی ایک حل تسلیم کریں گے اور وہ یہ کہ کابل کے عوام اور سارے مجاہدین ایک ایسی حکومت بنائیں جو سب کے لیے قابل قبول ہو۔ ظاہر شاہ کی تاریخ سے ہم واقف ہیں اس نے ہمیشہ پاکستان کے ساتھ دشمنی کی ہے اور اسے ہندوستان کے ایما پر، روس کے ایما پر، اسرائیل کے ایما پر لایا جا رہا ہے کب تک ان کے ہاتھوں کھلونا بنو گے اس ملک کی کچھ شان رکھنی چاہیئے۔

میں نے تو جناب پہلے بھی عرض کیا تھا، کشمیر کا مسئلہ موجود ہے اس پر دعونس دھاندلی جاتی ہے لیکن یہ ایسی چیز نہیں ہے جناب اس پر پاکستان اور ہندوستان کی دو جنگیں لڑی گئی ہیں اس پر آئندہ بھی لڑنے کے امکانات ہیں لیکن وہ بیان ..... آج جو اس حکومت کو سزا مل رہی ہے کیوں: اس لیے کہ اس کا ایک پہلے بیان آیا تھا۔ جس کی تردید نہیں ہوئی میں سیاسی منشیر سے دریافت کروں گا کہ وہ اس کی تردید کریں گے یا نہیں کہ بھائی بیرسٹر سلطان تم کشمیر کی تقسیم مان لو اور آزاد کشمیر تمہارا ہو گیا۔ بخش دیا ہم نے دیکھو، اس کو کہتے ہیں فراخدلی Queen کی، وہ جو کہتے ہیں۔

ع فرخ شیر نے دے دیا باطن کو ملک ہند۔

اور وہ یہ کہتے ہیں کہ جب اس کو پیش کش ہوئی تو۔

حب وطن کے جوش سے بیتاب ہو گیا۔

دل آب ہو کے سینے میں سیماب ہو گیا۔

وہ آب، سیماب ہو گیا کہ کسی طریقے سے ہندوستان خوش ہو۔ انکل سام خوش ہو اور ان کو کہا گیا تھا کہ تم لے لو، بخش دیا جس طرح سے بیٹی کو کسی Queen کے جہیز میں دیا گیا تھا اس طرح اس کشمیر کو بھی میرے خیال سے، پتہ نہیں کس کے جہیز میں یا کس کے اتھ میں دیا جا رہا ہے۔

جناب والا! میں نے عرض کیا تھا کہ ہیئت ترکیبی اس ملک کی اس وقت چار صوبوں سے ہے اور چار صوبوں کے حقوق اس آئین میں متعین ہیں اور پیپلز پارٹی کے ۱۹۸۸ کے

[Akhunzada Behrawar Saeed]

منشور پر عملدرآمد میں مزید وقت ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ پانی سر سے گزر گیا بیٹھ کر بات
کر لیجئے یں ایک تجویز پیش کرتا ہوں جناب کہ دسمبر کی ۲ تاریخ سے جو
confrontation شروع ہے وہ ہر طرف سے ہے دونوں طرف سے خوب کوشش
کی جا رہی ہے جتنا اس معاشرے کو corrupt کیا گیا بکرا منڈی کے بھاؤ ہے
بکرے بک رہے ہیں بکرے خریدے جا رہے ہیں وہ جناب آپ بھی جانتے ہیں
جناب کل میں گورنمنٹ ہوسٹل سے باہر نکلا تو میں نے چار پانچ جیپیں دیکھیں۔
بیچارہ، نئی، بڑی خوب صورت بڑی شاندار تو دل للچایا اس کے ارد گرد میں نے
چکر لگایا تو اس کے دروازے پر لکھا تھا میں عورت ہوں تو جناب اس معاشرے
کو اتنا نہ گرائیے۔ یہ تو آپ کا ہی معاشرہ ہے اگر آج قوم کے یہ منتخب نمائندے جنہیں
آپ ضمیر فروشی پہ ورغلاتے ہیں یا مجبور کرتے ہیں اور آیا ایسا وہ کرتے ہیں تو کیا وہ کل
دشمنوں کے ساتھ ساز باز کرنے سے گریز کریں گے جناب ملک صاحب یہ میرا ایک بڑا
سوال ہے آپ پرانے مسلم لیگی ہیں اس کا جواب سوچ کر دیجیے جناب ایک اور چیز
کا یہ ڈھنڈورا پیٹتے ہیں کہ عدلیہ آزاد ہے عدلیہ کے کام میں مداخلت نہیں کی جاتی۔
وہ عدلیہ بھی ایک صوبے کا حصہ ہے میرے جناب چیئرمین صاحب اگر آج میری پشاور
ہائی کورٹ میں مداخلت ہوتی ہے تو وہ میرے صوبائی دائرہ اختیار میں مداخلت ہے۔

Mr. Presiding Officer: Mr. Law Minister on a point of order.

Syed Iftikhar Hussain Gillani: Sir, I would beg that the conduct of judiciary regardless of the Government should not be discussed in the House. The rules do not permit us. The respect that everyone including the honourable Member who is speaking has for the judiciary also does not permit it.

قاضی عبداللطیف: point of order ترجمہ نہیں ہو رہا۔

سید افتخار حسین گیلانی: میں اردو میں عرض کر دیتا ہوں میں استدعا کر رہا تھا۔

Expunged by orders of the Presiding Officer.

کہ ... آئین کے مطابق ہمارے rules کے مطابق Judiciary کے کردار کا ذکر نہیں ہونا چاہئیے میں بہت احترام کرتا ہوں لیکن جوشِ خطابت - ہیں۔ بھی گالیاں بھی دیں تو سر آنکھوں پر لیکن judiciary کے متعلق میں اتنا آپ کو یقین دلاتا ہوں جناب کہ پاکستان کی judiciary میں کوئی بھی جج آج ایسا نہیں ہے جسے کوئی بھی کسی طریقے سے مرعوب کر سکے۔

Judiciary is totally independent. Our Judges of the High Court and Supreme Court.

نہ کبھی ہمارے دماغ میں یہ بات آئی ہے نہ انشاءاللہ ہم یہ جرأت کریں گے اور نہ وہ کبھی کسی قسم کی مداخلت کا لحاظ کریں گے کیونکہ وہ اپنے ضمیر کے مطابق judgement دیتے ہیں اس لیے میں استدعا کروں گا کہ اس بات کو اگر expunge کیا جائے تو بہتر ہے superior judiciary کا احترام جو کچھ ہو چکا ہو چکا۔ اب ان کا احترام ہمیں لازم ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میرا خیال ہے یہ نکتہ صحیح ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: میں نے ہائی کورٹ کا نام اس لیے لیا کہ میں حکومت کے کردار پر گذارش کر رہا تھا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ judiciary کے حوالے سے نہ لیں اور یہ remarks جو آپ نے کہے ہیں وہ حذف کیے جاتے ہیں

اخونزادہ بہرہ ور سعید: نہ میرے پاس particulars موجود ہیں لیکن کسی کے احترام کی وجہ سے نہیں کہتا ہوں یہ ہیں میرے پاس، میں نام بتا سکتا ہوں، باپ کا نام بتا سکتا ہوں، مقدمہ بتا سکتا ہوں تاریخ بتا سکتا ہوں ٹائم بتا سکتا ہوں موقع بتا سکتا ہوں۔ نوعیت بتا سکتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہرحال ایسی بات نہیں ہونی چاہیے جس سے judiciary پر کوئی reflection ہو۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب یہ میری judiciary ہے میں پھر بیان عرض کروں گا کیوں

Expumged by the order of the Presiding Officer.

سیاسی حکومت ہائی کورٹ کے چیف جسٹس کو دوروں پر باہر لے جاتی ہے کیا حق ہے ان کو ...

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ پھر judiciary کا ذکر نہ کریں، صوبائی خودمختاری پر بات کریں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب اس واسطے کہ پشاور ہائی کورٹ میرے صوبے کا حصہ ہے میری صوبائی خودمختاری کے دائرے میں آتا ہے اس واسطے میں نے اس کا ذکر کیا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: لیکن ان کے کردار پر کوئی reflection نہ آنے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: reflection نہیں آئے گا جناب، میں تو بڑی احتیاط کرتا ہوں وہ Judges تو بڑے اچھے ہیں بڑے قابل ہیں، بڑے عقل مند ہیں مگر آئین میں چھٹی آئینی ترمیم موجود ہے وہ بھی تو Sword of damocles کی طرح لٹک رہی ہے اور کوئی بھی اس کو نظر انداز کر کے گزارہ نہیں کر سکتا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اب آپ کا ایک گھنٹہ ہونے والا ہے چلئے پانچ منٹ اور لے لیں کیونکہ ابھی تین مقرر اور بھی ہیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: تو میں عرض کر رہا تھا جناب کہ اگر مرکز میں کوئی حکومت چاہے ملکہ کی ہو، بادشاہ کی Mother Queen کی ہو، اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے لیکن جو مرکز میں بیٹھے ہوئے ہیں حکمرانی کرتے ہیں تو وہ صوبوں کی بدولت یہاں مرکز میں آئے ہوئے ہیں یہ جو پانچ پیادے نورتن یہ سپیشل اسسٹنٹ، یہ او۔ ایس۔ ڈی وغیرہ۔

ایک فاضل رکن: یہ تو ان کی برکت ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جی ہاں یہ میری برکت ہے اس سے میں انکار نہیں کر سکتا ہوں اگر میں پاکستان نہ لیتا تو ملک صاحب آپ کو consolation میں کیسے یہ ایڈوائزری ملتی۔ جناب یہ میری ابرکت ہے، میں مانتا ہوں یہ میرا جرم نہیں ہے میں اس پر فخر کرتا ہوں

لیکن میں نے جو پاکستان حاصل کیا تھا وہ قائد اعظم کا جو پاکستان تھا اس کو بڑی بے رحمی سے غداری سے مجھ سے الگ کر کے ادھر کو ادھر کر دیا اور ادھر کو ادھر کر دیا۔

اب جناب سندھ سے یہ آواز زیادہ اٹھتی ہے کیوں اٹھتی ہے یہ سوچنے کی بات ہے سندھ نے ہمیشہ ہراول دستے کا کردار ادا کیا مگر جب وہاں بیراج بنا تو ان کی زمین میرے جرنیلوں کے حوالے کی گئی یہ ان کا حق نہیں تھا۔ جب انگریز کے دور میں حروں نے بغاوت کا جھنڈا اٹھایا تو میرے پیر مردان علی شاہ صاحب کے والد صاحب کو سولی پر اس لیے چڑھایا گیا کہ وہ آزادی چاہتے تھے جو زمین اس وقت حروں کی ضبط کی گئی ہے سندھ کی نئی حکمران شہزادی یہ زمین واپس کر دو یہ اُن کا حق ہے جو زمینیں ہندوؤں نے mortgage کی تھیں اُن کو ان کے مالکوں کے حوالے کر دو سندھ میں یہ بے چینی بہت بڑے طوفان کا پیش خیمہ ہو سکتی ہے اور ان کے جو دیگر حقوق ہیں، معاشی مسئلہ ہے services ہیں، داخلے ہیں، وہ جو ان کا کوٹہ ہے اس پر عملدرآمد کیجئے۔ آپ نے ۶۵ points کا agreement ایم کیو ایم کے ساتھ کیا اور ے خدا کے بندے یہ ۶۵ تو چھوڑو۔ ان میں سے ۵ پر تو عمل کرو وہ تو ہمارے بھائی ہیں ہندوستان کے رہنے والے مسلمان جو پاکستان میں آ سکتے تھے انہوں نے پاکستان کے لیئے سب سے زیادہ قربانیاں دی ہیں اور اس میں ایم کیو ایم شامل ہے لیکن کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ پاکستان کے کسی صوبے کے دو ٹکڑے کر دے اگر وہ پہلے بھائیوں کی طرح رہ سکتے تھے اب بھی رہنا چاہیئے مگر وجوہات کیا ہیں میں اس سے زیادہ نہیں کہہ سکتا ہوں کہ۔ اس میں بہت ہی ٹریننگ شامل ہے۔ ہندوستان کی کارروائیوں پر پردہ ڈالا جاتا ہے حالانکہ ہندو وہاں بڑے active ہیں ان کا ایک ٹیکس "کتو ٹیکس" ہے وہ کس لیے جمع کیا جاتا ہے اس لیئے کہ ہندوؤں کو زیادہ نمبر دلائے جائیں ان کو universities اور technical colleges میں داخلہ دلایا جائے اور اب جو زمینیں بکتی ہیں ان کا خریدار کون ہے یہ میرے ملک صاحب بتائیں گے۔ ہندو ہندو کے ساتھ اتنی مہربانی۔ جناب ایک میٹنگ میں تین وائس چانسلر جمع تھے اور وہ یہ تسلیم نہیں کرتے تھے کہ یہاں پر ہندو ہے مجبور ہے کیوں مجبور ہے یہ حق تلفی ہوئی ہے ان کو ان کا حق نہیں دیا جاتا

[Akhunzada Behrawar Saeed]

دے دو ان کو ان کے تیل کی آمدنی ۔ دے دو ان کو ان کی زمین بیراج والی ۔ دے دو ان کو ان کی وہ زمینیں جو ہندو کے ساتھ mortgage تھیں دے دو ان کو وہ زمینیں جو ڈیموں کے نیچے ہیں دے دو ان کو وہ qota service جو ان کا حق ہے سفیروں میں secretaries میں اور اس طرح بلوچستان کو بھی اور یہی چیز میرے صوبے کو بھی ۔ یہاں دیکھئے اس وقت سینیٹ میں یہ مسئلہ زیر بحث ہے ہم بحث کی خاطر اس پر بحث کر رہے ہیں ملک صاحب ہم آپ سے درخواست کر کے یہ حقوق مانگتے ہیں دیکھئے آپ اخلاقی طور پابند ہیں آئینی طور پر پابند ہیں آپ اپنے منشور کے طور پر پابند ہیں اگر آپ انکار کریں گے تو ہم مانگنا جانتے ہیں تو چھیننا بھی جانتے ہیں ۔ ہمیں چھیننے پر مجبور نہ کریں ۔ چھیننے پر مجبور کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ چاہتے ہیں کہ پاکستان ٹوٹ جائے بھائی بھائی کے گریبان میں ہاتھ ڈالے سندھی پٹھان کے ساتھ پٹھان بلوچ کے ساتھ، بلوچ پنجابی کے ساتھ پنجابی کسی اور کے ساتھ اور یہ تماشا دیکھیں ۔ خون بہہ رہا ہو دریا خون کے بہہ رہے ہوں اور یہ دیکھتے ہوں اور enjoy کریں یہ وقت مت آنے دیں اس کو روک لو ۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ ناراض ہو رہے ہیں پہلی ہی آپ کو تجویز دیتا ہوں ۱۰ مہینے بڑی مدت ہے آپ نے جنگ لڑی ہے ۔ خالی خزانے کا پیسہ پانی کی طرح بہایا کسی کو تحفے کے طور پر دیئے کسی کے دستخط ۱۰ لاکھ روپے میں بکتے ہیں لیکن جناب والا! confrontation میں آپ نے کمی نہیں کی ۔ زیادتی ہو رہی ہے اگر آپ اس کو ختم کرنا چاہتے ہیں کیونکہ میرا یقین ہے آپ اس کو ختم کرنا نہیں چاہتے کیونکہ آپ کا مقصد یہاں امن نہیں ہے ۔ بالفرض محال کبھی وہ کہتے ہیں کہ ایک ایسا وقفہ آتا ہے جب انسان ہوش میں بھی آجاتا ہے تو اب اس ۱۰ مہینے کی بجائے آئندہ ۱۰ مہینے دوسرا راستہ اختیار کرو ۔ پیار کا، صلح صفائی کا، افہام و تفہیم کا ۔ وہ بھی ذرا دیکھ لیجیے نواز شریف پاگل نہیں ہے ۔ وہ تو نواز تا بھی ہے اور شریف بھی ہے آپ نے تو بڑی کوشش کی طرح طرح سے مختلف طریقوں سے کونسا حیلہ نہیں ہے جو آزمایا نہیں گیا کونسا طریقہ ہے جو نہیں آزمایا گیا لیکن وہ سر جھکنے والے نہیں ہیں اور انشاءاللہ وہ نہیں جھکیں گے ہم ان کے ساتھ ہیں انشاءاللہ ہم جھکنے نہیں دیں گے ۔ جناب آپ نومبر کے انتخابات کے نتائج کو دل کی گہرائیوں سے تسلیم کریں ۔

اس میں آپ کا بھی فائدہ ہے ہمارا بھی فائدہ ہے اگر یو ایس اے میں مختلف حکومتیں چل سکتی ہیں مرکز میں ایک اور صوبے میں دوسری ہندوستان میں چل سکتی ہے اور جناب آسٹریا میں دیکھیں وہاں حالات کیا ہیں وہاں اگر چل سکتی ہے کینیڈا میں چل سکتی ہے کیا پاکستان میں نہیں چل سکتی۔ کیا آپ کو اقتدار کی ہوس نے اتنا اندھا کر دیا ہے، نہیں آج میں Madam Prime Minister ہوں لیکن مجھے ذوالفقار علی بھٹو کے اختیارات چاہئیں۔ یہ نہ سوچیں ملک صاحب کسی نے اس دن ہمارے چند ممبروں سے کہا آپ آٹھویں ترمیم کو ختم کرانے کا ہمارے ساتھ وعدہ کیجئے۔ صوبائی خود مختاری کی میں گارنٹی کرتا ہوں واہ واہ سبحان اللہ آپ تو 'Yes Madam' جانتے ہیں آپ کیسے کر سکتے ہیں۔ اس پر inferences ہو سکتی ہے کہ اس پر discussion ہوتی ہے یہ تو ہے آئین میں ہٹلر والی بات کہ معاہدہ تو اس کاغذ کی قیمت بھی نہیں ہے جس پر وہ لکھا جاتا ہے اور پھر یہ دعویٰ مجھے یاد ہے کہ بلوچستان اسمبلی dissolve ہو گئی تھی تو قومی اسمبلی میں محترمہ نے آئین اٹھا کر کہا کہ یہ آئین ہمارا لکھا ہوا نہیں ہے۔ تو ۷۳ء کا آئین پھر کس کا لکھا ہوا ہے میری تو نہیں۔ یہ منشور کس کا لکھا ہوا ہے وہ جو ایم آر ڈی کا چارٹر ہے وہ کس کا لکھا ہوا ہے اب کس چیز پر آپ کو پابند کروں۔ لکھنے سے آپ انکار کرتے ہیں بولنے سے آپ انکار کرتے ہیں۔ تو میں کیا کروں ہمارے پاس تو بس ایک راہ رہ جاتی ہے۔ اس پر آپ مجبور رہیں گے میں پھر ملک صاحب کا کمر ٹوٹ جائے گی جو میں جا رہا اس لیے آپ یہ دوسرا طریقہ اختیار کیجیے نو دس مہینے یہ آزمائیں اس نو دس مہینے میں ان کو لطف آئے گا مزہ آئے گا یہ بھی آرام سے بیٹھیں ہم یہ نہیں چاہتے کہ خواہ مخواہ یہ مخلوط حکومت جس کو یہ بڑی بے حیائی سے ڈھٹائی سے پیپلز پارٹی گورنمنٹ کہتے ہیں یہ بیٹھیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ کام کریں مگر قوم کے لیے میں پوچھتا ہوں ان دس مہینوں میں انہوں نے کیا قوم کے لیے کیا فساد، تخریب کاری، جنگ و جدل، نفرت پھیلائی، اشتعال دلائے ایسے کام نہیں چلے گا۔

آپ آئین پر چلنا سیکھیے اگر آپ نہیں سیکھ سکتے تو آپ کے پاس میٹر بہت ہیں ایک اتنا بڑا صوبہ جو آبادی کے لحاظ سے کم ہے۔ لیکن اس کا رقبہ سب سے زیادہ ہے۔

[Akhunzada Behrawar Saeed]

اس کو کیوں نظر انداز کیا جا رہا ہے ظلم تو یہ ہے ہمارے چیئرمین صاحب جس صوبے سے سوئی گیس نکلتی ہے وہاں سوئی گیس بھی نہیں دیتے ان کو غدار کہہ کر پہاڑوں پر بھگایا جاتا ہے یہ اس وقت کی یاد ہے جب شاہی جرگہ ۴۷ء میں ہوا اور پاکستان کے ساتھ الحاق کا اعلان کیا اس وقت تو بلوچستان کے لیے کوئی رکاوٹ نہیں تھی وہ تو یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ ہم اس میں شامل نہیں ہوتے جس طرح میرے صوبے نے ریفرنڈم کر کے پاکستان میں شمولیت کی یہ الٹا بھی فیصلہ کر سکتے تھے لیکن ہمیں پاکستان کے ساتھ رہنا اس کے ساتھ مرنا جینا پسند ہے اور پسند تھا جناب والا! وہاں پر سازشیں ہو رہی ہیں آپ اس بات کو اس حد تک نہ پہنچائیں کہ وہ آپ کو الٹی میٹم دیں کہ آپ اس ائیرپورٹ پر نہیں اتریں گی آپ کے آدمی نہیں آسکیں گے پھر آپ کی مجال ہے جانے کی یہی تو آپ چاہتے ہیں کہ ایسا ہو ورنہ اس کا حل یہی ہے کہ اس کو تسلیم کرو۔ بلوچستان کے عوام کو بلوچستان کی حکومت پسند ہے اس کو تسلیم کر لیجیے ان کو مہلت دیجیے ان کو ان کے حصے کے فنڈز دیجیے ان کو ان کے حصے کا پانی دیجیے۔ ان کو ان کے حصے کی گیس دیجیے۔ ان کو ان کے حصے کا پٹرول دیجیے اور اسی طرح سے سندھ کا معاملہ ہے۔ اور یہی چیز پنجاب میں ہے اور یہی چیز سرحد میں ہے، جب ہم چار بھائی خوش ہو گئے تو تب یہاں ہمارا وفاق مضبوط رہے گا۔

جناب، جب یہ حکومت بنی تو پہلے امریکہ کا رُخ کیا۔ ہم پر یہ تاثر دینے کے لیے کہ انکل سام میرے ساتھ ہیں خلاں میرے ساتھ ہے۔۔۔۔۔ جو بیرونی آقاؤں کی آڑ لی اور اب یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ فوج میرے ساتھ ہے۔ فوج کسی شخصیت کے لیے تیار نہیں۔ فوج ایک وفادار Institution ہے وہ اس ملک کی وفادار ہے اس زمین کی وفادار ہے جو اس زمین کا وفادار نہیں ہے وہ اس کا ساتھ نہیں دے سکتی اور یہ حکومت اس زمین کے ساتھ وفادار نہیں ہے

Malik Muhammad Qasim: Question.

اخونزادہ بہرہ ور سعید: ملک صاحب question تو ملک صاحب، میرے پاس

بھی بڑے ہیں آپ کے لیے تو جناب والا! میں گزارش کر رہا تھا کہ اس آئین کو اگر واقعی انہوں نے جنم دیا ہے تو پھر یہ اس کی پاسداری بھی کریں اور پاسداری اس طریقے سے نہیں ہوتی کہ ہم آئین پر عمل درآمد کر رہے ہیں ہم جمہوریت چاہتے ہیں میں پوچھتا ہوں کہ کون سی جمہوریت؟ میں شیر افگن صاحب سے پوچھتا ہوں کہ یہی صدرٹ ڈ الے گئے حکومت بن گئی۔ کیبنٹ بن گئی اور بس۔ میں پوچھتا ہوں کہ جب جمہوریت ہے تو کس جمہوری نظام میں ایسا ہوتا ہے کہ پارلیمنٹ کو چھوڑ کر تمام Common Wealth میں جا رہے ہو جب Common Wealth سے الگ ہو رہے تھے تو جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اس کو Confidence میں لیا۔ آپ کیوں نہیں لیتے اس لیے کہ جمہوریت نہیں ہے یہ تو آمریت ہے Shut up ہے ... جو کوئی کچھ کہتا ہے اسے Shut up کہا جاتا ہے۔

There is not to reason why

There is but to do and die.

They are not to suggest...

یہ تو صرف کہیں گے 'Yes Madam'۔ اگر کہیں کہہ دیا کہ 'No Madam' تو یہ درلڈز سے سیدھا نکل کر بھاگیں گے۔ کچھ تجویز بھی دو۔ میرے وزیروں حوصلہ کرو ان میں سوائے ایک کے، وہ کہتا ہے کہ Yes, Madam But please اور وہ But میں کچھ کہہ لیتا ہے باقی تو خدا حافظ ہے۔

جناب والا! یہ جمہوریت۔ یہ نام کی جمہوریت ہے یہ کام کی نہیں ہے میں حیران ہوں کہ ان وزیروں کے لشکر پر کہ ان مشیروں کے لشکر پر ان OSDs اور وغیرہ وغیرہ کے لشکر پر کہ ان میں ایسا کوئی بندہ نہیں ہے کہ جسے باہر بھیجا جائے باہر Mother Queen اور اندر Queen روم میں بھی وہ جائے یو این او میں بھی وہ جائے باہر Non-aligned سے ممالک کی میٹنگ میں بھی جائے حالانکہ ان کو حق نہیں تھا لیکن انہیں کوئی بھی پوچھنے والا نہیں ہے۔ کیونکہ تنخواہ کٹتی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: Wind up کریں جی۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب یہ نہیں جانتے کہ رزق تو خدا دیتا ہے۔ اس نے پہلے

[Akhunzada Behrawar Sa ed]

بھی تو آپ کو رزق ملتا تھا۔ میرے ملک صاحب بڑے مربّے کھاتے تھے اب یہ مربّے نہ کھاؤ، ان مربوں کو چھوڑ دو۔ ہمارے پاس واپس آجاؤ۔ میں آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے خود کو confine کرتا ہوں۔ تو جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جس طرف سے یہ حکومت، یا یہ حکمران ٹولہ، یا یہ حکمران Ladies پاکستان کو چلا رہے ہیں، صدر گرامی قدر آپ کو آئین نے جو اختیارات دیے ہیں وہ پڑھنے کے لیے نہیں دیے ہیں ہاں میں جانتا ہوں کہ آپ اپنے فرائض کو اچھی طرح سے جانتے ہیں مگر استعمال بھی تو کیجئے اب استعمال نہیں کریں گے تو کب کریں گے یہی وقت ہے ملک میں افراتفری ہے آئین کی حکمرانی نہیں ہے۔ آئین کو flout کیا جا رہا ہے۔ قانون کو تسلیم نہیں کیا جاتا ہے ٹیلیفونوں پر حکم صادر ہوتے ہیں۔ بھائی کو بھائی سے لڑایا جا رہا ہے اور صرف اتنی مہلت چاہتے ہیں کہ فنڈز یا باہر سے قرضے ملیں۔ اس غریب ملک کے کندھوں پر ڈال کر اس پر عیش کریں اس میں سے لوگوں کو جیبیں پیش کریں۔ بندوقیں اور دیگر تحفے پیش کریں خدارا صدر مملکت صاحب میں آپ سے ایوان کے توسط سے مطالبہ کرتا ہوں کہ اب اس حکومت کے ساتھ چلنا نہ ممکن ہے اس کو مزید مہلت دینا۔ صدر صاحب، آپ بھی آئین کی ان شقوں کو، جو کہ ایمرجنسی پاورز کی limits میں ہیں۔ نظر انداز کر رہے ہیں یہ مناسب نہیں ہے ہم نے آپ کو ووٹ دیا تھا اور یہ اس توقع پر دیا تھا کہ جب وقت آن پڑے گا.... تو آپ آگے بڑھیں گے۔

جناب میں شیر افگن سے قانون سیکھنا نہیں چاہتا۔ ان کی اطلاع کے لیے میں عرض کروں کہ آپ تو دواؤں کے ڈاکٹر ہیں، میں قانون کا وکیل ہوں۔ جناب قانون مجھ سے سیکھیے۔ خاموش رہیے چپ رہیے، یہ میرا حق ہے اور میں جانتا ہوں اور یہ آواز ہمیشہ گونجتی رہے گی انشاءاللہ۔

تو جناب، میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اب انکل سام کا سہارا لینا، ختم کیجئے Common Wealth میں جانا ٹھیک نہیں ہے میں warn کرتا ہوں مت جائیے ان کے ساتھ ہمارا کیا کام ہے ہماری غلامی، ہماری دیرینہ یادیں، ہمارے ۱۸۵۷ء کے شہیدوں کا خون۔ میں پوچھتا ہوں کہ آپ آج کیا جلیانوالہ باغ امرتسر کے شہیدوں کی آوازوں کی گونج بھول گئے ہیں میں عرض کرتا ہوں کہ اگر جمہوریت کی پاسداری مقصود ہے اقتدار کی کوئی عزت ہے تو اس معاملہ

کو پارلیمنٹ میں لائیے۔ کیوں ڈرتے ہو۔ سینیٹ میں اگر ہم حزب اختلاف سے تعلق رکھتے ہیں تو کیا ہوا مگر ہیں تو پاکستانی، اور جو کام پاکستان کے مفاد میں ہوگا اس میں ہم پارٹی کی کوئی بات نہیں سنیں گے۔ پاکستان کے مفاد کے لیے کام کریں گے۔ اور ہم نے یہ بات ثابت کیا کی ہم نے ان کے تینوں بلوں کو پندرہ منٹ میں پاس کیا میرے لیڈر نے کہا کہ یہ Enemy Land نہیں ہے اور یہ نہیں ہے انشاءاللہ ہم مرعوب نہیں ہیں جو فرض ہم ادا کر رہے ہیں یہ آئین کے مطابق کر رہے ہیں۔ Equal Representation کرتے ہوئے اپنے صوبوں کے اختیارات کے متعلق بات کر رہے ہیں ہم آپ سے آج اس ایوان میں مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمارے حقوق جو آئین میں ہیں وہ ہیں وہ نہیں جو محترمہ کے منشور میں ہیں وہ نہیں جو میرے ملک صاحب کے اس charter of recomendation subjects میں ہیں جو کچھ آئین میں ہے ہم اس پر راضی ہیں خدارا وہی حقوق ہمیں دیجیئے اگر آپ جمہوریت کے واقعی قائل ہیں، اگر آپ واقعی آئین کو ایک مقدس کتاب یا instrument سمجھتے ہیں اور اگر یہ مقدس گائے ہے تو ذبح کرو۔ آپ ذبح کرتے رہتے ہیں اس کتاب پر آپ کے کسی نے ہاتھ نہیں روکے ہیں پہلے بھی یہ ہوا اب بھی یہ ہوگا۔

اب ایک صاحب تو کہتے ہیں کہ تندور گرم ہے، اس میں ایک شخص نے تو سات روٹیاں لگائیں اور ایک بدقسمت نے ایک روٹی لگائی تو شور مچ گیا کہ آٹھویں روٹی ... آٹھویں روٹی اب اس آٹھویں روٹی میں کیا جو تمہارے پیٹ میں جا رہی ہے ...وہ سات تم بھول گئے ان سات پر۔ dialogue نہیں کرتے ان سات پر بحث نہیں کرتے اور آٹھویں ترمیم لے کر بیٹھ گئے ہو۔ اب چینی مہنگی ہو گئی ہے کل کسی ڈاکٹر نے یہ مشاہدہ کر کے بتایا کہ اس میں ایسا کیمیکل شامل کیا گیا ہے جس سے انتڑیوں کی بیماری پیدا ہوتی ہے کل ڈاکٹروں نے بتایا مجھے پتہ نہیں کہ وہ ڈاکٹر صاحب کس طبقے سے تھا جناب میں اُن ڈاکٹروں سے رائے پوچھتا ہوں جب یہ غلط ہے تو غلط ہوگا میں اس کا کوئی expert نہیں ہوں لیکن جناب کیا لائے مہنگائی غریبوں کو ختم کرتے گئے لیے یہ غربت ختم نہیں ہو گی، بے روزگاری، مہنگائی، بدامنی، افراتفری قتل و غارت، ڈاکے، راہزنیاں، اغوا، واہ کتنے شاندار یہ تحفے لائے ہیں کتنے شاندار تحفوں کے

[Akhunzada Behrawar Saeed]

ساتھ یہ آئی ہے۔

ع۔ عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے۔

جناب کتنے شاندار طریقے سے آئے ہیں اور کیا دے گئے ہیں یہ تحفے اور اگر خدا نخواستہ، خدا نخواستہ اس قوم کے لیئے کچھ دن اور ٹھہری۔ انشاءاللہ وہ حالت بھی ہو جائے گی۔

سو کہ نہیں خوردنی کوئی شے دستیاب۔

سوال اب یہی ہے کہ کیا کھائیے۔

گرفت گرانی سے آزاد اب۔ ملک صاحب!

ہوا رہ گئی ہے ہوا کھائیے۔

Mr. Presiding Officer: Mr. Asaf Fasihuddin Vardag.

Mr. Asaf Fasihuddin Vardag: Mr. Chairman, Sir, the motion before the House today is:

> "This House may discuss the effective implementation of the quantum of provincial autonomy as assured to the federating units of Pakistan in the 1973 Constitution".

In so far as autonomy is concerned, the Muslims of the sub-continent even prior to independence, while struggling for the separate rights for the sub-continent always stressed the question of autonomy because they felt that it would only be in a situation of autonomous states or provinces that the Muslims of the sub-continent would be able to run their lives in accordance with their wishes considering the plurality of languages, ethnicity and cultures in the sub-continent. This point was duly recognized and stressed in the sub-continent's context by Maulana Obaidullah Sindhi when he spoke of sub-federations and of autonomous provinces in the sub-federations and when he spoke of recognition of linguistic, cultural and ethnic backgrounds of the people and of constitution of provinces in accordance with those principles and in accordance with the principles of federation.

Mr. Chairman, Sir, the founder of this country, the father of this nation — Quaid-i-Azam Mohammad Ali Jinnah, through the Muslim League in its 1940 Resolution spoke of sovereign autonomous states in the two wings of the country. This resolution of the Muslim League was to an extent modified in the first Assembly whereby the words 'two wings of the country' were dropped from the Resolution but the question of autonomy remained as before in the 1940 Resolution.

خوشنزادہ بہرہ ور سعید۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب میں صرف مقرر صاحب کی یاد دہانی کے لیے یہ 1940 کا resolution جو 1946 میں amend ہوا تھا پیش کر سکتا ہوں اور یہ جو کچھ فرما رہے ہیں وہ 1946ء میں ہوا ہے۔

جناب آصف فصیح الدین وردگ: شکریہ صحیح کہا، 46ء ہی میں correction ہوئی تھی

Mr. Chairman, Sir, this fact of autonomy and this fact of distinctions, differentiations and plurality of Pakistani society was recognized by all political parties in the country and every political party spoke of autonomy. The extent of autonomy and the nature of autonomy as recognized by the political parties of this country may differ from party to party but every party recognized the question of autonomy. The present party which has been brought into power by stratagem in its foundation papers, in its manifesto and in its latest manifesto recognized the question of autonomy and spoke of strengthening autonomy even beyond the scope of the 1973 Constitution, well beyond that scope and in the MRD this same party was signatory to the report of the Autonomy Committee headed by Malik Muhammad Qasim — our honourable Minister of State or Special Assistant/Adviser, God alone knows. Mr. Chairman, Sir, this Autonomy Committee presented a draft before the MRD and the MRD accepted that draft. Certainly the Pakistan Peoples Party accepted that draft. I was one of those who disagreed with some elements of that draft but the party which is running the government today accepted that draft in full — every line and para of that draft, and that draft is way beyond the present Constitution. It may even be beyond a viable federation but the party still accepted it.

[Mr. Asaf Fasihuddin Vardag]

However, we are talking of the 1973 Constitution and of the autonomy granted by it and of the measures taken by the Pakistan Peoples Party to deprive this country of the autonomy granted to it – to the provinces and the federating units by the present Constitution.

The first Article of this Constitution and Mr. Chairman, Sir, I read, it says:

"Pakistan shall be a Federal Republic".

The word is 'Federal Republic', not just a republic, nor just a state nor just an Islamic State of Pakistan but the first line of this Constitution states:

"Pakistan shall be a Federal Republic".

Mr. Chairman, Sir, if one were to pick up any book on Federalism, one would find written therein that the federal system is a system in which the constituent units are sovereign and autonomous — not sovereign and independent but sovereign and autonomous.

That means 'autonomous' in the relations vis-a-vis the Central Government and 'sovereign' in matters that pertain to their sphere of activity. Despite this, despite the Federal List and the Concurrent List, and despite the fact that all residuary powers are to be with the provinces, from my point of view the 1973 Constitution is sadly lacking in providing to the people of Pakistan and to the provinces the requisite measure of autonomy that is necessary for a viable federation for all times to come. More is required but the present government, a government which repeatedly has pledged itself to autonomy has denied even the autonomy that has been granted to the provinces of Pakistan in the 1973 Constitution.

I will refer to some of the latest acts of this government in its dealings with the different provinces. While in the two provinces in which it has its own Chief Ministers, its own party members have been stating that the government is run by Asif Zardari in Sindh and by the Prime Minister herself in the NWFP. In the two other provinces there is

nothing but obstruction and interference and denial of autonomy. While denying autonomy and while obstructing the due performance or functions by the Provincial Governments in their own provinces the Central Government is crying itself hoarse that the provinces are revolting, that the provinces are violating the Constitution, that the provinces are moving towards secession. It fails to read the Constitution which should have been the charter for the due performance of its duties. Instead it continues to violate it with impunity.

I will refer Mr. Chairman Sir, first to the Services. In the Government of India Act 1935 through Section 263, the Services were constituted as federal, provincial and all Pakistan Services and an agreement was concluded between the federation and provinces for creation of a Service common to the Federation and Provinces, this was called the All Pakistan Services. These Services were common to the Federation and Provinces and were created through an agreement of the Central Government with the Provincial Governments, expenses for training and the question of deputation was worked out. Thus these All Pakistan Services were not just Federal Services they were Services common to the Federation and the Provinces. After 1935 on 27.12.49 another agreement was worked out between the Central Government and the Provincial Governments on the same basis as enshrined in 1935 Government of India Act Section, 263. In 1969 once again a similar agreement was worked out because of a change in the structure of All Pakistan Services and a change in the nomenclature of the All Pakistan Services as they existed then. In the present Constitution, the 1973 Constitution Mr. Chairman Sir, I will draw your kind attention to Article 240 (a) of the Constitution:

"Subject to the Constitution, the appointments and the conditions of service of persons in the service of Pakistan shall be determined-

(a) in the case of the services of the Federation, posts in connection with the affairs of the Federation and All-Pakistan Services, by or under Act of Majlis-e-Shoora (Parliament); and

[Mr. Asaf Fasihuddin Vardag]

(b) in the case of the services of a Province and posts in connection with the affairs of a Province, by or under Act of the Provincial Assembly."

Thus, three services were visualised — Services of the Federation, All-Pakistan Services and Services of the Province and the explanation to this Article reads:

"In this Article, "All-Pakistan Service" means a service common to the Federation and the Provinces, which was in existence immediately before the commencing day or which may be created by Act of Majlis-e-Shoora (Parliament)".

According to this explanation and according to this Article the All-Pakistan Services continue to remain common to the Central Government and to the Provincial Governments. Once a person was selected in an All-Pakistan Service as the present DMG or at one time the Civil Service of Pakistan or the Police Service of Pakistan these are all All-Pakistan Services and a person is deputed to the province then that person on the All-Pakistan Service is common to both the Centre and the Provinces and when he is deputed then under the Civil Servants Act Section 25(2) and the Government Servants Conduct Rules the Provincial Government is the administrative and a disciplinary controller of that government servant. He is on deputation to that Province and being on an All-Pakistan Service not a Federal Service it is only the Province which has a right to suspend or to move for disciplinary action to the President of Pakistan in that matter. In this connection Mr. Chairman Sir, I will also draw your attention to ESTA CODE page 282 where a Provincial Government has been authorized as the government in so far as a person borne on an All-Pakistan Service and on deputation to the Provinces concerned. It is not the Central Government but the Provincial Government.

Now when the Government of the Punjab and the Government of Baluchistan have these officers of All-Pakistan Services on deputation with them, they are the disciplinary and the administrative authority and the government in so far as these government servants are concerned but yet the Federal Government in utter disregard of Constitutional provi-

sions in utter disregard of statutory provisions withdraws government servants, posts government servants, suspends government servants, orders enquiries against government servants who are on deputation to the Province of Punjab. This is being done with an ulterior motive and the ulterior motive is to set at naught the entire administrative machinery of the province of Punjab and thereby to nullify the mandate that the people have given to the present Government of the Punjab through a thumping majority of MPAs in the punjab. This mandate, the Central Government wants to negate and to this end it has dealt with the services in an entirely arbitrary unconstitutional manner against the statutes that are still on the statute book.

Mr. Chairman, Sir, the Federal Government and its Ministers and office bearers of the Pakistan Peoples Party have again been shouting that the Government of the Punjab has gone even beyond the Six Points. In that it is establishing 'a Punjab Bank'. Again either they have not read the Constitution or they are delibrately violating it and they want to negate autonomy as enshrined in the Constitution by this method. In this connection Mr. Chairman, Sir, I shall draw your kind attention to the fourth schedule of the Constitution read with Article 70(4) of the Constitution. I read sub-article 28:-

"State Bank of Pakistan; banking, that is to say, the conduct of banking business by corporations other than corporations owned or controlled by a Province and carrying on business only within that Province."

Thus, Mr. Chairman Sir, the Province of the Punjab is absolutely within its rights and is covered by the constitutional provisions when it establishes a 'Punjab Bank' through a corporation established under the Government of the Punjab. Now when they deny to a province the right to establish a bank through a provincial corporation then they are denying to a province the autonomy guaranteed to the province under the Constitution. This is being done deliberately in order to cripple the province of the Punjab when this is coupled with that total control over the federal financing institutions and it is also coupled with high powered committee which

[Mr. Asaf Fasihuddin Vardag]

looks into every loan being guaranteed by the D.F.Is. all over Pakistan and when it is also coupled with the apportionment of federal funds, the object becomes very clear. The objective is to starve out the province into submission; to starve the province into accepting federal dictates in total disregard of provisions of autonomy. They call it a revolt against the federation when it is their inherent right under the Constitution and the laws of the country to establish such a bank.

Then Mr. Chairman, Sir, they have established Placement Bureaus; now aside from the condemnation of these Placement Bureaus, these bureaus in that party have become job givers as against governments; in that all jobs are now in the hands of party workers and meant for party workers. It has become a government of spoils. What is intended to establish here is that since the party is being headed by the Prime Minister herself and if all jobs are also ultimately controlled by that Prime Minister then the jobs cease to be controlled by the provincial governments and the Placement Bureaus by virtue of a unitary party structure; not a federal party structure, the jobs also fall within the purview of such a unitary structure and thereby the intention is to form the government of a person, by a person and for a person perhaps extended to a family. In this way Mr. Chairman, Sir, a denial of autonomy is being effectively carried out in the matter of fresh employment.

Then Mr. Chairman, Sir, on the question of the Peoples Programme, again provincial autonomy is being negated. Had the development funds been placed at the disposal of provincial governments and had these been spent whether through local bodies of a province or through the members of the Provincial Assembly or through the bureaucracy of that Assembly then autonomy would not have been in question. But since these funds are being spent or the intention is that these funds should be spent through administrators appointed by the Chairperson then the entire developmental activity, the intention is, should be generated through the Peoples Programme, again autonomy would be set at naught and the party hierarchy will be deciding what funds and where these are to be allocated and what sort of projects have to be handled. This goes so far down that even a village road, a village well or a village dispensary or a

village primary school can be constructed by the Federal Government through this Peoples Programme in total denial of autonomy that is enshrined to the provinces of Pakistan in the present Constitution.

Again through the amendments in the Zakat and Ushar Ordinance by calling it a 'Money Bill' in denial of the rights of this Senate and of the autonomy of the provinces in violation of the provisions of the Quran and the Shariah, Quran and the Sunnah, whereby such amounts are to be collected at the local level and spent first at the local level and then if there is anything remaining that can be spent for other needy areas and needy persons. The entire idea was autonomy down to the lowest level. Here that autonomy has been taken away even from the provinces and this has been dealt with as a federal subject.

My friend referred to the Council of Common Interests. The Council of Common Interests was a forum whereby the provinces could vent their grievances and seek redress but this is being denied to the provinces. The biggest province of Pakistan in area and the biggest province of Pakistan in population have both demanded that the Council of Common Interests be constituted forthwith and its meeting organized and the matters which are agitating these two provinces be placed before it but despite these requests, repeated requests the Council of Common Interests is not meeting and these matters which are agitating the provinces and which relate to the autonomy of those provinces are not being needed.

Mr. Chairman, Sir, this is the Senate of Pakistan and in all federal structures, bicameral legislatures are resorted to primarily for the purpose of ensuring that the rights of the constituent units be safeguarded through an Upper House. It is the duty of this House to ensure that the autonomy of the provinces is duly safeguarded and no Government of Pakistan can with an impunity withdraw any of the provisions relating to the autonomy of the provinces. In this view of the matter, it is our duty to ensure that the Constitutional provisions in this behalf are fully recognized and fully implemented and the Provinces of Pakistan are allowed at least the autonomy guaranteed to them in the Constitution.

[Mr. Asaf Fasihuddin Vardag]

I repeat that it is, in my personal view, even the 1973 Constitution falls short of the requirements of the People of Pakistan and the Provinces of Pakistan and it needs to be amended, duly amended especially in the matter of strengthening of the role of the Senate of Pakistan.

Thank you, Mr. Chairman.

Mr. Presiding Officer: Thank you very much. The House is now adjourned to meet again at 10.00 A.M. on Tuesday, the 3rd of October, 1989.

Thank you.

[The House then adjourned to meet again at 10.O'Clock in the morning on Tuesday, the 3rd of October, 1989.]